

آپ ﷺ کے سفر حج کے احوال پر مشتمل مستند اور مدلل رسالہ

سَفَرُ الْحَبِيبِ ﷺ

إِلَى بَيْتِ رَبِّ الْحَبِيبِ ﷺ

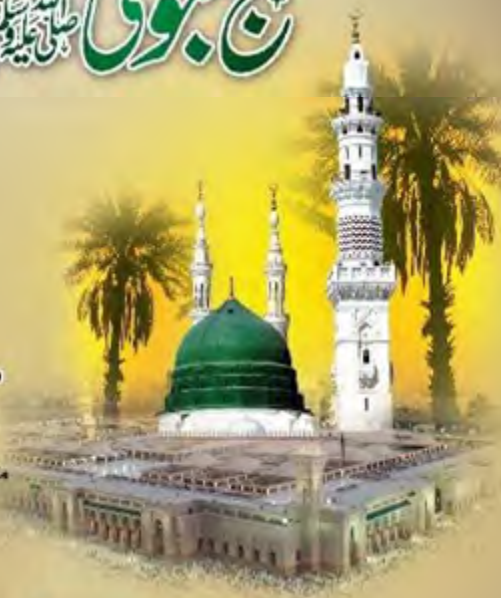
یعنی

حج نبوی ﷺ

مجمع وترتیب

مفتی سعد عبدالرزاق

فاضل جامعہ فاروقیہ
متخصص جامعہ العلوم الاسلامیہ
علامہ ہنوری ٹاؤن کراچی



ملیر پبلشرز
کراچی - پاکستان

آپ ﷺ کے سفر حج کے احوال پر مشتمل مستند اور مدلل رسالہ

سَفَرُ الْحَبِيبِ ﷺ

إِلَى بَيْتِ رَبِّ الْحَبِيبِ ﷺ

یعنی

حج نبوی ﷺ

جمع و ترتیب

مفتی سعید عبدالرزاق

فاضل جامعہ فاروقیہ

متخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

لمینا پبلشرز
کراچی، پاکستان

مجلہ حقوق بحق نائیر محفوظا ہیں

کتاب کا نام _____ سفر الجیب

تاریخ اشاعت _____ ۲۰۱۸ء

صفحات _____ ۹۶

ترتیب _____ مفتی سعید عبدالرزاق

باہتمام _____ نبیلا احمد

ناشر

طنیر پبلشرز
کراچی، پاکستان

فہرست

06	پیش لفظ
08	فرضیت حج اور حج ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
08	آپ ﷺ نے کتنی بار حج کیا؟
09	ارادہ حج کا اظہار
11	آغاز سفر
12	ذوالحلیفہ میں قیام
14	احرام اور تلبیہ
15	آپ ﷺ کا حج، حج قرآن تھا
16	پاؤں مبارک میں چھپے لگوانا
16	نیل گائے کا شکار
17	ہرن کا شکار اور حالت احرام میں شکار کا حکم
18	سر مبارک میں چھپے لگوانا
18	چوتھی منزل بمقام عرج
20	بمقام ابواء
20	وادی عسفان

- 21.....سرف میں پڑاؤ
- 23.....ذی طوی اور وادی ازرق
- 24.....مکہ مکرمہ میں آمد
- 25.....طواف بیت اللہ
- 27.....دو گانہ طواف
- 28.....صفا و مروہ کی سعی
- 29.....ہدی نہ لانے والوں کو احرام کھولنے کا حکم
- 31.....حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یمن سے تشریف آوری
- 32.....عمرے کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام
- 34.....منیٰ روانگی
- 36.....میدان عرفات
- 41.....یوم عرفہ کا روزہ
- 42.....میدان عرفات سے روانگی
- 43.....مزدلفہ میں قیام
- 45.....مزدلفہ سے روانگی
- 48.....وادی محسر
- 49.....افعال یوم النحر یعنی ۱۰ اذی الحجہ

- 52.....خطبہ منیٰ
- 55.....قیام منیٰ اور قربانی حج
- 59.....قیام منیٰ اور حلق
- 61.....طواف زیارت
- 61.....ایام تشریق اور رمی جمرات
- 63.....قیام منیٰ اور زیارت بیت اللہ
- 63.....نزول سورۃ النصر
- 65.....محصب میں قیام اور طواف وداع
- 68.....حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا عمرہ تنعمیم
- 69.....سفر سے واپسی
- 70.....خطبہ غدیر خم
- 72.....بچوں کا حج
- 73.....مدینہ منورہ آمد
- 76.....خطبات حجۃ الوداع
- 95.....خاتمہ اور دعا
- 96.....مراجع و مصادر

پیش لفظ

بسم الله والصلوة والسلام على رسول الله

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا قرب عطا فرمانے کے لئے عبادات عطا فرمائی ہیں، ان عبادات میں حج بیت اللہ ایک عظیم الشان اور عاشقانہ عبادت ہے، جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنے عشق کا اظہار کرتے ہوئے نہ صرف بارگاہ قدس کا نظارہ کرتا ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ اپنی استعداد کے موافق اس مرکز تجلیات سے اپنا حصہ بھی وصول کرتا ہے، اس عاشقانہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے، کفن کی دو چادریں اوڑھ کر محبت الہی میں دیوانہ وار **لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ** کی صدائیں دیتا ہوا بیت اللہ کی طرف روانہ ہوتا ہے اور بیت اللہ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر کے کبھی بیت اللہ کے گرد چکر لگاتا ہے تو کبھی عشاق کی سنت ادا کرتے ہوئے صفا و مروہ کے درمیان دوڑتا ہے، کبھی منیٰ کی وادی میں تو کبھی عرفات کے میدان میں، جہاں رحمتوں اور مغفرتوں کی موسلا دھار بارش اس کے ظاہر و باطن کو سیراب کر دیتی ہے، اور پھر مزدلفہ کا میدان جہاں مظلوم تو مظلوم، ظالم کی بخشش کا بھی اعلان کر دیا جاتا ہے، الغرض قدم قدم پر رحمتوں کا ایک سمندر موجزن ہے اور اس کی لہریں عشاق کے دلوں کو محبوب حقیقی کی محبت سے سرشار کر دیتی ہیں اور ساتھ ہی گناہوں سے ایسا پاک اور صاف کر دیتی ہیں گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو، اور اسی پر بس نہیں بلکہ یہ مبارک سفر ہی سبب بنتا ہے، اس در کی حاضری کا جس در کی حاضری کے لئے مؤمن تو مؤمن فرشتے بھی ترستے ہیں، یعنی یہ حج کا مبارک سفر محبوب رب العالمین ﷺ کے دربار تک رسائی کا بھی سبب بنتا ہے جو ہر عاشق کی دلی مراد ہے، وہ روضہ مبارک جس کی زیارت کی ترغیب دیتے ہوئے ہم سب کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے دنیا سے جانے کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسے اس نے میری زیارت کی، وہ روضہ مبارک جس کی ایمان کی حالت میں زیارت کرنے والے کی شفاعت خود رسالت مآب

ﷺ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بار بار ان مقدس مقامات کی مقبول حاضری نصیب فرمائے اور جس طرح آپ ﷺ نے حج فرمایا اور اپنے صحابہ کو ﷺ سکھایا اسی طرح حج کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

آپ ﷺ نے حج کی فریضیت کے بعد ایک بار حج فرمایا ہے جو حجۃ الوداع کے نام سے معروف ہے اس مبارک سفر کے دوران کیا کیا واقعات پیش آئے، بیت اللہ کی زیارت، طواف، صفا و مروہ کی سعی کے دوران کیا کیفیت تھی، اسی طرح منیٰ، عرفات و مزدلفہ اور دیگر ارکان حج کو کس طرح ادا فرمایا، کس انداز میں اپنے رب کے حضور دعائیں مانگیں اور اپنے اس مبارک سفر کے دوران اپنے صحابہ ﷺ اور اپنی امت کو کیا کیا نصیحتیں اور وصیتیں فرمائیں، ان تمام واقعات اور کیفیات کو اس مختصر رسالے میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے، اللہ تعالیٰ اس رسالے کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اپنے اور اپنے حبیب ﷺ کے دربار میں قرب کا سبب بنائے اور اس رسالے کو ایسا مبارک بنائے کہ اس کی برکت سے بیت اللہ شریف اور روضۃ اطہر کی بار بار کی مقبول حاضری سے مجھے بھی سرفراز فرمائے اور جملہ قارئین و معاونین کو بھی نصیب فرمائے آمین۔

آپ سب سے گزارش ہے کہ مجھے، میرے والدین، میرے بیٹے عمر، میرے بھائی حافظ بلال صاحب، استاد جی مولانا امداد اللہ صاحب، استاد محترم مولانا عمران داؤد صاحب، بھائی نبیل احمد کو اور میرے مرحوم و مغفور شیخ محترم جن کو، ہم سب و اصف بھائی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کہا کرتے تھے اور میرے شہید استاد جی مولانا عطاء الرحمن صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھئے گا کہ سائل ہوں اور سائل کا حق ہوتا ہے۔

فقط والسلام

سعد عبدالرزاق

فرضیت حج اور حج ابو بکر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

سن ۹ ہجری میں قرآن کریم کا یہ حکم نازل ہوا تھا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ
فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا

اے ایمان والوں مشرکین ناپاک ہیں لہذا اس سال کے
بعد یہ مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔

(التوبة آیت نمبر 28)

راجح قول کے مطابق حج اسی سال یعنی سن ۹ ہجری میں فرض ہو چکا تھا مگر آپ ﷺ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ مشرکین کے ساتھ مل کر حج کریں کیونکہ مشرکین اس زمانے میں بیت اللہ شریف کا طواف ننگے ہو کر کیا کرتے تھے چنانچہ اس سال آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور حرم میں عام اعلان کروادیا کہ آئندہ کوئی مشرک حدود حرم میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب حرم کو اہل شرک سے پاک کر دیا گیا تو اگلے سال یعنی سن ۱۰ ہجری میں آپ ﷺ حج کے سفر کا عزم فرمایا۔

آپ ﷺ نے کتنی بار حج کیا؟

آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد صرف سن دس ہجری میں ایک ہی حج کیا ہے یعنی حجۃ الوداع البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آپ ﷺ نے ہجرت سے پہلے حج کیا ہے یا نہیں؟ ترمذی شریف کی روایت میں حضرت جابر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ ثَلَاثَ حَجَجٍ
حَجَّتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ وَحَجَّةً بَعْدَ مَا هَاجَرَ
وَمَعَهَا غَمْرَةٌ أَلَخَ

نبی اکرم ﷺ نے تین حج کئے، دو حج ہجرت سے پہلے اور
ایک حج ہجرت کے بعد اور اس کے ساتھ آپ ﷺ نے
عمرہ بھی کیا۔

(سنن الترمذی باب ما جاء كم حج النبي ﷺ حديث نمبر 815 ص 153)

حافظ ابن حجر رَحِمَهُمُ اللہُ تَعَالٰی فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ
بَلِ الَّذِي لَا أَرْتَابُ فِيهِ أَنَّهُ لَمْ يَشْرِكِ الْحَجَّ وَهُوَ
بِمَكَّةَ قَطُّ

وہ بات کہ جس میں مجھے ذرا بھی شک نہیں وہ یہ ہے کہ
آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں موجود ہوتے ہوئے کبھی حج
ترک نہیں فرمایا۔

(فتح الباری ج 8 ص 107)

ابن اثیر رَحِمَهُمُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہجرت سے قبل ہر سال حج کیا
کرتے تھے، ابن جوزی رَحِمَهُمُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اتنے حج کئے
کہ جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (حجة الوداع وعمرات النبي ﷺ ص 15)

ارادۂ حج کا اظہار

نبی اکرم ﷺ نے جب سن ۱۰ ہجری میں حج ادا کرنے کا عزم فرمایا تو لوگوں میں

اعلان عام فرمادیا کہ آپ ﷺ حج کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں لوگوں نے بھی اس شوق میں تیاریاں شروع کر دیں کہ آپ ﷺ کی رفاقت میں حج کا مبارک سفر کریں گے مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں دور دور تک یہ خبر پھیل گئی اہل ایمان چاروں طرف سے مدینہ منورہ میں جمع ہونا شروع ہو گئے اتنی کثرت سے لوگ آرہے تھے کہ راستے پر ہو گئے خلق خدا کا کوئی شمار نہ تھا، آپ ﷺ کے ساتھ اس مبارک سفر میں تمام ازواج مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ بھی شریک سفر تھیں اور بے شمار لوگ راستے میں آپ ﷺ کے قافلے میں شامل ہوتے رہے، امام نسائی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ

جب آپ ﷺ نے لوگوں میں حج کا اعلان فرمایا تو کوئی شخص ایسا باقی نہ رہا جو سوار یا پیدل آنے کی قدرت رکھتا ہو اور نہ آیا ہو۔

(سنن نسائی باب اہلال النفساء، حدیث نمبر 2757، ص 669)

چنانچہ آپ ﷺ کے آگے پیچھے دائیں بائیں حدنگاہ تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے، ان کی تعداد حساب و شمار سے زیادہ تھی، آپ ﷺ کے آخری غزوہ، غزوہ تبوک کے شرکاء کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچی تھی حجۃ الوداع کا سفر اس غزوہ کے بعد ہوا ہے یقیناً اس سفر میں مزید تعداد میں اضافہ ہوا ہوگا ایک روایت میں ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار افراد تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے واللہ اعلم، ملا علی قاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس پر اضافہ فرمایا ہے کہ ایک قول کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار تھے۔ (حجۃ الوداع و عمرات النبی ﷺ، ص 18)

آغاز سفر

آپ ﷺ نے آغاز سفر سے پہلے مواقیت کی تعلیم فرمائی چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ:

آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اس میں فرمایا کہ ہم اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں گے۔

(سنن ابن ماجہ باب مواقیت اہل الافاق، حدیث نمبر 2915، ص 317)

اور صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ
أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نَهْلَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَهْلُ

أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحَلِيفَةِ..... الخ

ایک شخص نے مسجد میں کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں کہاں سے حج کا احرام باندھنے کا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب العلم باب ذکر العلم والفتیاء فی المسجد، حدیث نمبر 133، ص 61)

آپ ﷺ نے حضرت ابودجانہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اور بعض حضرات کے قول کے مطابق حضرت سباع بن عرفطہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا جیسا کہ سیرت ہشام اور البدایہ والنہایہ میں ہے (سیرۃ ابن ہشام ص 601 ج 2)

اور خود دن کے وقت الشجرة کے راستے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ معجم

البلدان میں ہے کہ الشجرة ذوالحلیفہ میں وہی درخت ہے جہاں حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اہلیہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بطن سے محمد بن ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت ہوئی یہ بھول کا درخت تھا آپ ﷺ کا معمول تھا کہ وہاں نزول فرماتے تھے اور وہیں سے احرام باندھتے تھے یہ مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ (معجم البلدان ص 325، ج 3)

ظہر کے بعد ایک قول کے مطابق ۲۴ ذی قعدہ کو اور رائج قول کے مطابق ۲۵ ذی قعدہ کو بروز ہفتہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، یہ مہینہ ۲۹ دن کا تھا اور ذی الحج کی پہلی تاریخ بالاتفاق جمعرات کو تھی اور آپ ﷺ بالاتفاق ۴ ذی الحج بروز اتوار مکہ مکرمہ پہنچے اور ۹ ذی الحج یعنی یوم عرفہ بالاتفاق جمعہ کے دن تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ص 414، ج 11)

مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور اس سے پہلے ایک خطبہ دیا جس میں لوگوں کو احرام کا طریقہ اور اس کے سنن و واجبات کی تعلیم دی، یہ سن ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے، روانگی کے وقت آپ ﷺ نے سر مبارک میں کنگھی کی، تیل لگایا، لباس مبارک زیب تن کیا اور مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر ذوالحلیفہ میں پڑاؤ ڈالا۔

ذوالحلیفہ میں قیام

ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے آٹھ، نو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، آج کل اسے بر علی کہا جاتا ہے اور اس پورے علاقے کا نام وادی عقیق ہے۔

ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھائیں، مغرب اور عشاء کی نماز بھی وہیں ادا کی اور رات بھی وہیں قیام فرمایا اگلے روز فجر اور ظہر کی نماز بھی وہیں ادا فرمائی، اس مبارک

سفر میں ساری ازواج مطہرات شریک سفر تھیں آپ ﷺ رات کو تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے اور پھر غسل جنابت فرمایا، پھر جب آپ ﷺ نے احرام باندھنے کا ارادہ فرمایا تو احرام کے لئے الگ غسل فرمایا اس غسل میں سر مبارک پر صابن وغیرہ بھی لگایا، حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا نے اپنے ہاتھوں سے بدن اور سر مبارک میں خوشبو لگائی خوشبو کی چمک آپ ﷺ کے سر مبارک کی مانگ اور داڑھی مبارک میں دکھائی دے رہی تھی۔

(صحیح بخاری باب الطیب عند الاحرام الخ، حدیث نمبر 1464، 1465، ص 558)

اور آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کی تلبید کی، تلبید کے معنی یہ ہیں کہ سر کے بالوں میں گوند کے جیسی کوئی چیز لگائی جائے تاکہ بال چپک جائیں، پراگندہ نہ ہوں اور ان میں جوئیں نہ پڑیں، پھر آپ ﷺ نے احرام کی دو چادریں زیب تن کیں اور دو رکعت پڑھیں یہ دو رکعتیں ظہر کی تھیں یا احرام کے نفل تھے اس میں اختلاف ہے، اور جائے نماز ہی سے حج و عمرہ کا تلبیہ پڑھا، آپ ﷺ نے حج و عمرہ دونوں کی اکٹھی نیت کی گویا آپ ﷺ نے حج قرآن کا احرام باندھا۔

حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ إِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِوَادِي الْعُقَيْقِ يَقُولُ أَتَانِي اللَّيْلَةُ آتٍ مِنْ رَبِّي فَقَالَ صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ

عکرمہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے

عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے سنا، ان کا بیان تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے وادی عقیق میں سنا آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ رات میرے پاس میرے رب کا ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور اعلان کر دیجئے کہ عمرہ حج میں شامل ہو گیا۔

(صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ العقیق واد مبارک، حدیث نمبر 1461، ص 557)

احرام اور تلبیہ

جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ کے ایک روزہ قیام میں پانچ نمازیں ادا کر چکے تو حج و عمرہ دونوں کے احرام کی نیت کی اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھا اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے بھی تلبیہ کے لئے آوازوں کو بلند فرمایا کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَتَانِي جَبْرِئِلُ فَأَمَرَنِي أَنْ أُمِرَ أَصْحَابِي أَنْ يَزْفَعُوا
أَصْوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ وَالتَّلْبِيَةِ

میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور مجھ سے کہا کہ آپ اپنے ہم سفروں کو حکم فرمائیں کہ تلبیہ پڑھتے ہوئے اپنی آوازوں کو بلند کریں۔

(سنن الترمذی باب ما جاء في رفع الصوت بالتلبية، حدیث نمبر 829، ص 155)

پھر آپ ﷺ تلبیہ پڑھتے ہوئے چلے آپ ﷺ کا تلبیہ معروف ہے۔
لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ

الْحَمْدُ وَالنِّعْمَةُ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ

حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں اور سب نعمتیں آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں اور ملک بھی آپ ہی کا ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

(صحیح بخاری باب التلبیۃ، حدیث نمبر 1474، ص 561)

احرام کی نیت اور تلبیہ کی ابتداء آپ ﷺ نے کہاں سے فرمائی اس بارے میں تین قسم کی روایات وارد ہوئیں ہیں

❶ نماز کی جگہ سے ❷ سواری پر سوار ہو کر ❸ جب بیدار (جگہ کا نام) کی بلندی پر چڑھے۔

احرام کی نیت کرنے سے پہلے ہدی کے اونٹوں کو دو جوتوں کا قلابہ پہنایا اور کوہان کی ایک جانب میں اشعار کر کے کوہان کی اس جانب کو رنگ دیا تاکہ دیکھنے والوں کو دور سے اشعار کا نشان نظر آجائے اور اسے معلوم ہو جائے کہ یہ ہدی کا جانور ہے۔

(صحیح مسلم، باب تقلید الہدی و اشعارہ الخ، حدیث نمبر 1243، ص 495)

آپ ﷺ کا حج، حج قرآن تھا:

تقریباً بیس سے زائد صحیح اور صریح احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے جو حج کیا وہ حج قرآن تھا البدایۃ والنهاية میں ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان احادیث کو جمع بھی فرمایا ہے اور جو روایات اس کے علاوہ ہیں ان کی وضاحت بھی

فرمائی ہے۔ (البدایۃ والنهاية، ص 457، ج 7)

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اختیار دے دیا کہ وہ اقسام حج میں سے

جس قسم کے حج کا احرام باندھنا چاہیں باندھ لیں اور جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو جن لوگوں کے پاس ہدی کے جانور نہیں تھے آپ ﷺ نے انہیں ترغیب دی کہ وہ حج کے احرام کو فسخ کر کے اسے عمرہ کا احرام بنالیں۔

ذوالحلیفہ میں حضرت اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا جو حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اہلیہ تھیں ان کے بطن سے محمد بن ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پیدا ہوئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی معرفت مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ غسل کر کے احرام باندھ لیں۔ (صحیح مسلم باب احرام النفساء الخ، حدیث نمبر 1209، ص 476)

احرام باندھتے وقت آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ

اَللّٰهُمَّ حَجَّةً لَا رِيَاءَ فِيْهَا وَلَا سُمْعَةً

اے اللہ اس حج کو ایسا بنا دے کہ اس میں نام و نمود نہ ہو۔

(سنن ابن ماجہ باب الحج علی الرحل، حدیث نمبر 2890، ص 314)

پاؤں مبارک میں چھپنے لگوانا:

جب آپ ﷺ ملل (میم اور لام کے زبر کے ساتھ) پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنے قدم کی پشت پر چھپنے لگوائے، ملل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے معجم البلدان میں ہے کہ یہ مدینہ منورہ سے ۲۸ میل کے فاصلے پر ہے۔

(معجم البلدان ص 194، ج 5)

نیل گائے کا شکار:

پھر آپ ﷺ روحاء پہنچے (یہ مدینہ منورہ سے ۷۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور آج کل بھی اسے روحاء ہی کہا جاتا ہے) تو ایک نیل گائے کو زخمی حالت میں دیکھا آپ

ﷺ نے فرمایا: اسے رہنے دو جب اس کا مالک آجائے گا تو اس وقت اس کے بارے میں فیصلہ کریں گے چنانچہ تھوڑی دیر میں قبیلہ بنہز کا ایک شخص آیا جس نے اسے زخمی کیا تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کے سپرد ہے آپ اس کے بارے میں جو فیصلہ کرنا چاہیں کر دیں آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اسے تقسیم کر دو چنانچہ انہوں نے اسے تقسیم کر دیا، چونکہ نیل گائے کا شکار کرنے والا احرام کی حالت میں نہیں تھا اس لئے اس کے گوشت کو کھانے سے منع نہیں فرمایا۔

(سنن نسائی باب ما يجوز للمحرم اكله من الصيد، حدیث نمبر 2814، ص 679)

پھر آپ ﷺ اثنایہ پہنچے یہ جحفہ کے راستے میں مدینہ منورہ سے ۲۵ فرسخ تقریباً ۷۵ میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے۔ (معجم البلدان ص 90، ج 1)

ہرن کا شکار اور حالت احرام میں شکار کا حکم:

اثنایہ میں آپ ﷺ نے ایک ہرن کو دیکھا جس میں تیر پیوست ہیں اور وہ ریت کے ایک ٹیلے کے سائے میں بیٹھا تھا، آپ ﷺ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ اس کے پاس کھڑا رہے یہاں تک کہ سب وہاں سے گزر جائیں، تاکہ کوئی شخص اس ہرن کو نہ چھیڑے، چونکہ اس ہرن کے شکار کرنے والے کے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ وہ حالت احرام میں ہے یا نہیں اس لئے اسے پکڑنے سے منع فرمایا کیونکہ قرآن کریم کے حکم

لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ

حالت احرام میں شکار کو قتل مت کرو

(سورة المائدة آیت نمبر 95)

کی وجہ سے حالت احرام میں شکار کرنا حرام ہے اور اگر کوئی حالت احرام میں شکار

کر لے تو وہ شکار مردار تصور کیا جائے گا اور اسے کھانا حرام ہوگا۔

سرمبارک میں پچھنے لگو انا:

دوران سفر رسول اللہ ﷺ نے اپنے سرمبارک پر لمبی جمل نامی جگہ میں پچھنے لگو ائے، حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں

اِحْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَأْسِهِ وَهُوَ
مُحْرِمٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ بِمَاءٍ يُقَالُ لَهُ لَحْيٌ جَمَلٍ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں اپنے سر میں
پچھنا لگوایا (یہ پچھنا آپ نے سر کے) درد کی وجہ سے لگوایا
تھا جو لمبی جمل نامی پانی کے گھاٹ پر آپ کو ہو گیا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب الطب باب الحجم من الشقيقة والصداع، حدیث نمبر 5374، ص 2156)

چوتھی منزل بمقام عرج:

حضور ﷺ چلتے چلتے عرج (جگہ کا نام) پہنچے، یہ چوتھی منزل ہے مدینہ منورہ کے راستے میں ایک بڑی بستی ہے، اس کے اور رویشہ کے درمیان ۱۴ میل کا فاصلہ ہے، وہاں پڑاؤ ڈالا آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما کا سامان ایک ہی اونٹ پر تھا اور وہ اونٹ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے غلام کی نگرانی میں تھا۔

حضور ﷺ، حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور حضرت اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سب بیٹھ گئے ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے غلام کے منتظر تھے کہ وہ کھانے پینے کا سامان لے آئے، غلام آیا مگر اس کے ساتھ اونٹ نہیں تھا حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دریافت کیا کہ اونٹ کہاں ہے وہ کہنے لگا کہ کل شام

سے گم ہو گیا ہے حضرت ابوبکر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ایک ہی اونٹ تیرے ذمہ تھا اسے بھی سنبھال نہ سکا اور اسے مارنے لگے، تو حضور ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا:

أَنْظَرُوا إِلَى هَذَا الْمُحْرَمِ مَا يَصْنَعُ.... الخ

اس محرم کو دیکھو یہ کیا کر رہا ہے۔

(ابوداؤد باب المحرم یؤدب غلامہ، حدیث نمبر 1818، ص 212)

زرقانی میں ہے کہ فضالہ سلمی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی آل کو جب اس کی خبر پہنچی کہ آپ ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی ہے تو حلوے کا ایک ڈبہ لائے اور خدمت اقدس میں پیش کیا آپ ﷺ فرمانے لگے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے عمدہ غذا مہیا فرمادی ہے، مگر ابوبکر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے غلام پر غصے کا اظہار فرماتے رہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

هَوْنٌ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْأَمْرَ لَيْسَ لَكَ وَلَا إِلَيْنَا مَعَكْ

ابوبکر تم تسلی رکھو کیونکہ معاملہ ہمارے اور تمہارے اختیار میں

نہیں ہے۔

اتنے میں حضرت سعد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت ابوقیس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک سامان بردار اونٹنی جس پر توشہ تھا لے کر حاضر ہوئے حضرت سعد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ کی سامان بردار اونٹنی گم ہو گئی ہے (لہذا اس کے بدلے میں یہ اونٹنی پیش خدمت ہے) آپ ﷺ نے فرمایا:

قَدْ جَاءَ اللَّهُ بِزَامِلَتِنَا فَارْجِعَا بِزَامِلَتِكُمَا بَارَكَ اللَّهُ

فِيَكُمَا

اللہ تعالیٰ نے ہماری اونٹنی واپس بھیج دی ہے تم اپنی اونٹنی

واپس لے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، ص 359، ج 11)

بمقام ابواء:

پھر آپ ﷺ چلے یہاں تک کہ ابواء پہنچے، زرقانی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ اس کے اور جحفہ کے درمیان ۲۳ میل کا فاصلہ ہے وہاں ایک بلند پہاڑ ہے اسی جگہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی اور یہیں ان کی قبر بنی۔

ابواء ہی میں صعب بن جثامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ ﷺ کی خدمت میں نیل گائے کی ران بطور ہدیہ پیش کی جسے آپ ﷺ نے واپس فرما دیا۔
(بخاری شریف کی روایت کے مطابق پانچویں منزل ہرثی ہے)۔

وادی عسفان:

پھر آپ ﷺ عسفان پہنچے یہ مکہ مکرمہ سے ۳۶ میل کے فاصلے پر ہے اور تہامہ کی آخری حد ہے، بخاری شریف کی حدیث المساجد میں چھٹی منزل بجائے عسفان کے مر الظهران ذکر کی گئی ہے جسے آج کل وادی فاطمہ کہا جاتا ہے یہ مکہ مکرمہ سے ۲۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

وادی عسفان پہنچ کر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر سے پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟
عرض کیا یہ وادی عسفان ہے تو آپ ﷺ فرمایا:

لَقَدْ مَرَّ بِهِ هُودٌ وَصَالِحٌ عَلَى بَكَرَاتٍ حُمْرٍ
خُطْمُهَا اللَّيْفُ أَرْزَهُمُ الْعَبَاءُ وَأَرْدَيْتَهُمُ التَّمَارُ
يَلْبَسُونَ يَحْجُونَ الْبَيْتَ الْعَتِيقَ

اس وادی سے حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام گزرے ہیں یہ دونوں حضرات سرخ اونٹوں پر سوار تھے جن کی مہار کھجور کی چھال کی تھی تلبیہ کہتے ہوئے حج بیت اللہ کو جا رہے تھے۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 2067، ص 495)

اسی جگہ حضرت سراقہ بن مالک رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ (یہ مشہور صحابی ہیں فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے، اور یہ وہی ہیں جنہوں نے ہجرت مدینہ کے راستے میں آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کا تعاقب کیا تھا جس کا قصہ مشہور ہے) نے آپ ﷺ سے حج کے مسائل سے متعلق واضح بیان کی درخواست کی چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ جب ہم عسفان پہنچے تو سراقہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! ہمارے لئے مسائل حج کو ایسا بیان کر دیجئے جیسا کہ ان لوگوں کے سامنے بیان کیا جاتا ہے جو گویا آج پیدا ہوئے۔

(سنن ابوداؤد باب فی الاقران، حدیث نمبر 1801، ص 210)

سرف میں پڑاؤ:

اس کے بعد آپ ﷺ سرف (جگہ کا نام ہے جو ۹ یا ۱۲ میل کے فاصلے پر ہے) پہنچے، اس جگہ یعنی سرف کے عجائب میں سے ہے کہ آپ ﷺ نے عمرۃ القضاء کے لئے جاتے ہوئے اسی مقام پر حضرت میمونہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سے نکاح کیا واپسی میں اسی مقام پر رخصتی ہوئی اور جس مقام پر رخصتی ہوئی بعد میں اسی جگہ پر حضرت میمونہ

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا کی قبر بنی، ان کی وفات صحیح قول کے مطابق سن ۵۱ ہجری میں ہوئی۔
سرف میں ہی حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا کو ماہواری کے ایام شروع ہو گئے حضرت
عائشہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ:

حج کے سفر کے دوران جب ہم سرف پہنچے تو مجھے ماہواری شروع ہو گئی، آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کیوں رو رہی ہو؟
میں نے عرض کیا کہ ایام حیض شروع ہو گئے ہیں شاید اب میں حج نہ کر پاؤں، آپ
ﷺ نے (مجھے تسلی دیتے ہوئے) فرمایا:

سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّمَا ذَلِك شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ
بَنِي آدَمَ فَقَالَ أُنْسِكِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنْ
لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ

یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر
لکھ دی ہے بس جیسے حاجی کر رہے ہیں ویسے کرتی جاؤ البتہ
اس حال میں بیت اللہ کا طواف مت کرنا (یعنی بیت اللہ کا
طواف پاک ہونے کے بعد کر لینا)۔

(سنن ابوداؤد باب فی افراد الحج، حدیث نمبر 1782، ص 208)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سے فرمایا:

أَنْقِضِي رَأْسَكَ وَامْتَشِطِي وَاهْلِي بِالْحَجِّ
وَدَعِي الْغُمْرَةَ

اپنا سر کھول لو، کنگھی کر لو، حج کا احرام باندھ لو، اور عمرے کو

ترک کردو

(سنن ابوداؤد باب فی افراد الحج، حدیث نمبر 1781، ص 208)

اسی جگہ (سرف ہی میں) آپ ﷺ نے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے فرمایا: کہ

مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَحَبُّ أَنْ يَجْعَلَهَا

عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَا

جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لائے تو وہ صرف عمرہ کے

احرام کی نیت کر لیں اور جن کے ساتھ قربانی کا جانور ہیں وہ

حج مکمل ہونے تک احرام ہی میں رہیں۔

(صحیح بخاری باب قول اللہ تعالیٰ الحج اشھر معلومات الخ، حدیث نمبر 1485، ص 565)

اس سے پہلے میقات پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حج کی تینوں قسم میں سے کسی بھی

قسم کا احرام باندھنے کا اختیار دیا تھا اور یہاں سرف میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو

اختیار دیا کہ جو لوگ ہدی کا جانور نہیں لائے اگر وہ چاہیں تو عمرہ کر کے احرام کھول دیں

اور آگے چل کر صفا پر (جس کا ذکر آگے آئے گا) آپ ﷺ نے قطعی طور پر حکم دیا

کہ جو لوگ ہدی کا جانور ساتھ نہیں لائے وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں۔

ذی طوی اور وادی ازرق:

پھر آپ ﷺ چلے یہاں تک کہ ذی طوی میں پڑاؤ ڈالا یہ منزل بخاری شریف کی

حدیث مساجد میں بھی مذکور ہے، یہ ۴ ذی الحج بروز اتوار تھا، وہاں فجر کی نماز ادا فرمائی

اور اسی دن غسل فرمایا اور مکہ مکرمہ کی طرف چلے اور وادی ازرق سے گزرتے ہوئے

فرمایا کہ:

كَاتَبِي أَنْظُرْ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِنَ
الْثَّنَّةِ وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالتَّلْبِيَةِ

گویا میں موسیٰ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بلند آواز
سے تلبیہ کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑ گڑا رہے ہیں۔

(صحیح مسلم باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الخ، حدیث نمبر 166، ص 94)

مکہ مکرمہ میں آمد

آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں بالائی جانب یعنی ثنية العليا سے دن کے وقت داخل
ہوئے، یہ جگہ آج کل معاہدہ کے نام سے معروف ہے، جب بیت اللہ شریف پر نظر
پڑی تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے یا نہیں اس میں دونوں قسم کی روایات ہیں اور
ان میں تطبیق اس طرح ہوگی وہ اس طرح کہ جن روایات میں ہاتھ اٹھائے جانے کا
تذکرہ ہے اس سے مراد دعا کے لئے سینے تک ہاتھ اٹھانا ہے اور جن روایات میں ہاتھ
اٹھانے کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح نماز میں تکبیر تحریمہ کے لئے
ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اس طرح ہاتھ نہیں اٹھائے تھے۔ واللہ اعلم

آپ ﷺ باب السلام کے راستے مسجد حرام میں داخل ہوئے، یہ چاشت کا وقت
تھا آپ ﷺ نے بیت اللہ کا استقبال کیا اور دعا مانگی، دعا سے فارغ ہو کر آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تحیۃ المسجد کے نفل نہیں پڑھے بلکہ طواف فرمایا، اسی بناء پر بیت اللہ میں
داخل ہونے والے کو آپ ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے تحیۃ المسجد کے نفل پڑھنے کی
 بجائے طواف کرنا چاہئے اس لئے کہ بیت اللہ کا تحیۃ طواف ہے۔

طواف بیت اللہ

آپ ﷺ جب حجر اسود کے پاس آئے تو اس کا استلام کیا اور اسے بوسہ دیا اور ایک روایت میں اس پر سجدہ کرنے کا بھی ذکر موجود ہے۔

آپ ﷺ نے اس طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا یعنی چھوٹے چھوٹے قدم لے کر کندھے ہلاتے ہوئے تیز تیز چلے، اور پورے طواف میں اپنی چادر کا اضطباع کیا (اضطباع کہ معنی ہیں چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر چادر کا پلو بائیں کندھے پر ڈال دیا جائے)، اور جب طواف کرتے ہوئے حجر اسود کے سامنے آتے تو چھڑی کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کرتے اور چھڑی کو چوم لیتے، آپ ﷺ سے رکن یمانی کا استلام بھی ثابت ہے لیکن رکن یمانی کا بوسہ لینا ثابت نہیں۔

لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ان میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی تھی جنہوں نے آپ ﷺ کی اب تک زیارت نہیں کی تھی، جنہوں نے حضور ﷺ کو پہلے دیکھا نہ تھا وہ کبھی کسی کی طرف اشارہ کرتے کبھی کسی کی طرف غور سے دیکھتے اور کہتے کہ یہ ہیں محمد ﷺ، یہ ہیں محمد ﷺ، بالآخر حضور ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو گئے تاکہ لوگوں کو پہنچل جائے کہ آپ ﷺ کون ہیں یعنی آپ ﷺ نے طواف کے کچھ چکر پیدل کئے اور کچھ سواری پر۔

آپ ﷺ سے پیدل طواف کرنا بھی ثابت ہے اور سواری پر سوار ہو کر بھی، بظاہر سواری پر سوار ہو کر طواف کرنا اس عذر کی بناء پر تھا کہ ہجوم کی وجہ سے لوگ تنگی محسوس کر رہے تھے، لوگ آپ ﷺ کو طواف کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے، تاکہ وہ

طواف کرنے کا طریقہ سیکھ لیں اور اس سے متعلق کوئی سوال پوچھنا ہو تو پوچھ لیں اور یہ ساری باتیں سواری پر سوار ہوئے بغیر ممکن نہیں تھیں، صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے آپ ﷺ کے بعد کبھی سواری پر سوار ہو کر طواف نہیں کیا یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا سواری پر سوار ہو کر طواف کرنا ضرورت کی بناء پر تھا۔

امام مسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور امام ابوداؤد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت نقل فرمائی ہے:

طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيَسْئَلُوهُ فَإِنَّ النَّاسَ غَشَوْهُ

نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی سواری پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی، تاکہ آپ ﷺ بلندی پر ہوں، اور لوگ آپ ﷺ کو دیکھ سکیں، اور آپ ﷺ سے پوچھ سکیں، کیونکہ لوگوں نے آپ ﷺ کو گھیر رکھا تھا۔

(صحیح مسلم باب جواز الطواف علی بعیر الخ، حدیث نمبر 1273، ص 503)

(سنن ابوداؤد باب الطواف الواجب، حدیث نمبر 1880، ص 217)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما کی روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ وَهُوَ يَشْتَكِي فَطَافَ عَلَى رَاحِلَتِهِ كُلَّمَا أَتَى عَلَى

الرُّكْنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمَحَجِّنٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ
طَوَافِهِ أَنَاخَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ

رسول اللہ ﷺ مکہ آئے تو آپ ﷺ کو کچھ تکلیف تھی
چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی سواری پر بیٹھ کر طواف کیا، جب
کبھی آپ ﷺ حجر اسود کے پاس آتے تو چھڑی سے اس
کا استلام کرتے، جب آپ ﷺ طواف سے فارغ ہو
گئے تو اونٹ کو بٹھا دیا اور (طواف کی) دو رکعتیں پڑھیں۔

(سنن ابوداؤد باب الطواف الواجب، حدیث نمبر 1881، ص 217)

دو گانہ طواف:

پھر جب آپ ﷺ طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پیچھے تشریف لائے
اور یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

اور بناؤ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ

(البقرة آیت نمبر 125)

اور دو رکعتیں اس کیفیت میں ادا فرمائیں کہ مقام ابراہیم آپ ﷺ کے اور بیت
اللہ شریف کے درمیان میں تھا اور ان دو رکعتوں میں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد
سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص

پڑھی۔ (سنن ابوداؤد باب صفة حجة النبي ﷺ، حدیث نمبر 1905، ص 220)

صفا و مروہ کی سعی

نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے حجر اسود کا استلام کیا، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ دو رکعت سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے زمزم پیسا اپنے سر مبارک پر بھی زمزم ڈالا اور پھر حجر اسود کا استلام کیا پھر صفا کی طرف نکلے، جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ

کہ بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں

(البقرة آیت نمبر 158)

اور فرمایا

نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ

ہم اسی سے ابتداء کریں گے جس کے ذکر سے اللہ تعالیٰ

نے ابتداء فرمائی۔

(سنن ابوداؤد باب صفة حجة النبي ﷺ، حدیث نمبر 1905، ص 220)

پھر صفا پر کھڑے ہو کر بیت اللہ پر نگاہ ڈالی اور قبلہ رخ ہو کر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کی یعنی **اللَّهُ أَكْبَرُ** کہا پھر یہ کلمات پڑھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعَدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ

الْأَخْزَابَ وَحْدَهُ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کا حق ہے تعریف اور شکر کا وہی حق دار ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کر کے دکھایا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا کفار کے تمام لشکروں کو شکست دی۔

(سنن ابوداؤد باب صفة حجة النبي ﷺ، حدیث نمبر 1905، ص 220)

اور مختلف دعائیں مانگیں، پھر آپ ﷺ مروہ کی جانب چلے، باوقار چلتے رہے جب وادی میں قدم مبارک رکھے (جہاں آج کل سبز نشانات لگے ہوئے ہیں جنہیں میلین اخضرین کہا جاتا ہے) تو دوڑ کر چلے یہاں تک کہ وادی ختم ہوگئی (جہاں دوسرا سبز نشان لگا ہوا ہے) پھر معمول کے مطابق چلتے رہے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچ گئے، مروہ پر بھی وہی الفاظ دہرائے جو صفا پر پڑھے تھے لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے سواری پر سوار ہو گئے اور سواری پر ہی بقیہ چکر مکمل کئے تاکہ دور سے دیکھنے والے عاشق بھی اپنی آنکھیں اپنے محبوب ﷺ کے دیدار سے ٹھنڈی کر لیں، مروہ پر سعی ختم فرمائی۔

ہدی نہ لانے والوں کو احرام کھولنے کا حکم:

سعی سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ساتھیوں کو قطعی طور پر حکم دیا کہ جن کے ساتھ ہدی کے جانور نہیں ہیں حلق یا قصر کروا کر احرام کھول دیں، چنانچہ وہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ جن کے ساتھ ہدی کے جانور نہیں تھے انہوں نے احرام کھول دیئے اور ازواج مطہرات کے ساتھ بھی چونکہ ہدی کے جانور نہیں تھے اس لئے انہوں نے بھی احرام کھول دیئے اور جن کے ساتھ ہدی کے جانور تھے وہ بدستور احرام میں رہے۔

(صحیح بخاری باب التمتع والاقران والافراد الخ، حدیث نمبر 1486، ص 566)

اور اسی موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسْقِ
الْهَدْيَ وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً

اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا جو کہ بعد میں معلوم ہوا تو میں

ہدی نہ لاتا اور میں اسے عمرہ بنا دیتا

(سنن ابوداؤد باب صفة حجة النبي ﷺ، حدیث نمبر 1905، ص 220)

بظاہر یہ بات آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُم کی تسلی کے لئے فرمائی، اس لئے کہ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُم کو آپ ﷺ کی اقتداء کا ترک کرنا گوارا نہ تھا اس لئے ان کی دلجوئی کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تا کہ انہیں اطمینان ہو جائے کہ آپ ﷺ انہیں جس بات کا حکم فرما رہے ہیں وہی ان کے لئے بہتر اور افضل ہے۔

اسی جگہ آپ ﷺ نے حلق کروانے والوں کے لئے تین بار اور قصر کروانے والوں کے لئے ایک بار مغفرت کی دعا فرمائی۔

(صحیح بخاری باب الحلق والتقصير الخ، حدیث نمبر 1640، ص 616)

بعض روایات میں یہ دعا عمرہ حدیبیہ کے موقع پر بھی منقول ہے۔

حضرت سراقہ بن مالک رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے اس موقع پر آپ ﷺ سے دریافت فرمایا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِغَامِنَا هَذَا أَمْ لَا بَدَّ؟

کہ یہ حکم (یعنی حج کے مہینے میں عمرہ کرنا) اسی سال کے لئے

ہے یا ہمیشہ کے لئے؟

فَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ
وَاحِدَةً فِي الْأُخْرَى وَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي
السَّحَجِ مَرَّتَيْنِ لَا بَلَّ لَا بَدَلٍ لَا بَدَلٍ

آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی
انگلیوں میں ڈال کر دو مرتبہ فرمایا کہ عمرہ حج میں داخل ہو گیا
(صرف اس سال کے لئے) نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے۔

(صحیح مسلم باب حجة النبي ﷺ، حدیث نمبر 1303، ص 384)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یمن سے تشریف آوری:

اسی دوران حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے تشریف لائے، آپ ﷺ نے انہیں
تحصیل صدقات کے لئے یمن بھیجا تھا جیسا کہ بخاری شریف کی کتاب المغازی
کے باب بعث علی ابن ابی طالب و خالد بن ولید الخ میں اس کی تفصیل
ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مال سعایت لے کر مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ سے آکر
ملے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

بِمَا أَهْلَكْتُ؟

تم نے کون سا احرام باندھا ہے؟

انہوں نے عرض کیا:

بِمَا أَهَلَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے یہ نیت کی ہے کہ جو احرام آپ ﷺ کا ہے وہی میرا ہوگا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

فَاهْدِ وَأَمْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ

ہدی تیار رکھو اور بدستور احرام کی حالت میں رہو۔

(صحیح بخاری باب من اهل فی زمن النبی ﷺ الخ، حدیث نمبر 1483، ص 564)

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنا احرام آپ ﷺ کے احرام پر معلق رکھا تھا مگر ان کے پاس چونکہ ہدی کا جانور نہیں تھا اس لئے آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ حج کا احرام فسخ کر کے عمرہ بنالیں اور احرام کھول دیں۔

(صحیح بخاری باب من اهل فی زمن النبی ﷺ الخ، حدیث نمبر 1484، ص 564)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے آپ ﷺ کے ہدی کے جانور بھی لائے تھے اور آپ ﷺ بھی مدینہ منورہ سے اپنے ساتھ ہدی کے جانور لائے تھے ان سب جانوروں کی مجموعی تعداد ایک سو تھی۔

عمرہ کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام:

عمرہ کی ادائیگی کے بعد آپ ﷺ ابطح میں جو مکہ مکرمہ سے مشرقی جانب ہے چاردن تک ٹھہرے اور وہیں قصر نماز پڑھتے رہے، مسند احمد میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ اذان کہہ رہے تھے اور گھوم رہے تھے اور منہ ادھر ادھر کر رہے تھے اور ان کی انگلیاں کانوں میں تھیں اور رسول اللہ ﷺ کا قیام سرخ خیمہ میں تھا جو میرا خیال ہے کہ چمڑے کا تھا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے آگے آگے برجھی نما عصا لے کر نکلے اور اس کو زمین میں

گاڑ دیا پھر آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 18759، ص 52، ج 31)

اسی بطاء یا بطح کے قیام کے دوران آپ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اس عیادت کے دوران حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا:

إِنِّي قَدْ بَلَغَ بَنِي مِنَ الْوَجْعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي
إِلَّا ابْنَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلْثِي مَالِي؟

مجھے بیماری لاحق ہو گئی ہے اور میں مالدار ہوں اور میرے وارثوں میں سوائے میری بیٹی کے اور کوئی نہیں، کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ نہ کر دوں؟

آپ ﷺ سے فرمایا: نہیں

فَقُلْتُ بِالشَّطْرِ؟

آپ ﷺ سے فرمایا: نہیں

پھر آپ ﷺ سے فرمایا:

الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرُ وَرَثَتَكَ
أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ
وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجِزْتَ
بِهَا حَتَّى مَا تَجْعَلَ فِي فِي امْرَأَتِكَ

تہائی اور تہائی بھی بہت ہے یا فرمایا کہ تہائی بھی بہت زیادہ ہے، تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ دو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج چھوڑو کہ لوگوں سے سوال کرتے پھریں اور تم جو

بھی اللہ کی رضامندی کی خاطر خرچ کرتے ہو اس پر تمہیں
اجرد یا جائے گا، یہاں تک کہ جو قلمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں
ڈالتے ہو اس پر بھی تمہیں اجرد یا جائے گا

(صحیح بخاری باب رثی النبی ﷺ، الحدیث نمبر 1233، ص 435)

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس کا مفہوم اور
خلاصہ یہ ہے کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ ابطح کے قیام کے دوران آپ ﷺ طواف
کعبہ کے لئے حرم شریف تشریف لاتے رہے اور اس کی تائید کئی روایات سے ہوتی
ہے اور اس بات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ آپ ﷺ منیٰ کی راتوں میں
طواف کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لاتے رہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے تو یہ بات بہت بعید
معلوم ہوتی ہے کہ منیٰ کی راتوں میں تو آپ ﷺ طواف کے لئے تشریف لائیں اور
مکہ مکرمہ کے قیام میں طواف کے لئے نہ آئیں، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے ۷ ذی
الحجہ کو مکہ مکرمہ میں خطبہ دیا اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ان چار دنوں
میں جبکہ آپ کا قیام ابطح یا بطناء نامی مقام پر تھا طواف کے لئے حرم شریف
لاتے رہے۔ (حجۃ الوداع و عمرات النبی ﷺ ص 91)

منیٰ روانگی

۸ ذی الحجہ بروز جمعرات آپ ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت منیٰ کے لئے روانہ ہوئے،
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جو حالت احرام میں نہیں تھے انہوں نے ابطح ہی
سے حج کا احرام باندھا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے ان
کے ہاتھوں میں ایک لکڑی تھی جس پر کپڑا لگا ہوا تھا جس سے وہ آپ ﷺ کو سایہ

کر رہے تھے۔

منی پہنچ کر وہاں قیام فرمایا اور ظہر کی نماز ادا فرمائی، اسی رات سورۃ المرسلات نازل ہوئی، بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ
بِمَنَى إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي
لَأَتْلُفُهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطَبٌ بِهَا إِذْ وَثَبْتُ عَلَيْنَا
حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْتُلُوهَا
فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَيْتُ شَرَّكُمْ كَمَا وَقَيْتُمْ شَرَّهَا

ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ منی کے غار میں تھے کہ آپ
ﷺ پر سورۃ المرسلات نازل ہونی شروع ہوئی، پھر
آپ ﷺ اس کی تلاوت فرمانے لگے اور میں آپ
ﷺ کی زبان مبارک سے اسے سیکھنے لگا، ابھی آپ
ﷺ نے تلاوت ختم بھی نہیں فرمائی تھی کہ ہم پر ایک سانپ
آگرا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے مار ڈالو چنانچہ ہم اس
کی طرف لپکے لیکن وہ بھاگ گیا، اس پر نبی کریم ﷺ نے
فرمایا کہ جس طرح سے تم اس کے شر سے بچ
گئے وہ بھی تمہارے شر سے بچ کر چلا گیا۔

یہ رات آپ ﷺ اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے منیٰ ہی میں بسر فرمائی۔

میدان عرفات

۹ ذی الحجہ بروز جمعہ کو سورج طلوع ہونے کے بعد آپ ﷺ منیٰ سے عرفات روانہ ہوئے، بخاری شریف میں حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ قَرِيشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقْفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ
وَكَانُوا يُسَمِّونَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ
يَقْفُونَ بِعَرَفَاتٍ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامَ أَمَرَ اللَّهُ نَبِيَّهٖ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفَ بِهَا
ثُمَّ يُفِيضُ مِنْهَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى
ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ

قریش اور ان کے طریقے کی پیروی کرنے والے عرب (حج کے لیے) مزدلفہ میں ہی وقوف کیا کرتے تھے، اور وہ حمس کہلاتے تھے اور باقی عرب عرفات کے میدان میں وقوف کرتے تھے، پھر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ عرفات میں آئیں اور وہیں وقوف کریں اور پھر وہاں سے مزدلفہ آئیں آیت شریفہ

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ

سے یہی مراد ہے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر، حدیث نمبر 4248، ص 1643)

چنانچہ آپ ﷺ مزدلفہ سے گزرتے ہوئے عرفات پہنچ گئے، تمام راستے آپ ﷺ اور صحابہ کرام تبلیہ اور تکبیر کہتے رہے، عرفات میں نمبرہ (جگہ کا نام) میں آپ ﷺ کا خیمہ لگایا گیا تھا وہیں آپ ﷺ نے قیام فرمایا، جب عرفات میں زوال آفتاب ہوا تو اپنی اونٹنی قصواء کو تیار کرنے کا حکم فرمایا، وہ تیار کر دی گئی تو اس پر سوار ہوئے اور بطن وادی میں پہنچے اور ایک عظیم الشان خطبہ دیا، اس خطبہ میں آپ ﷺ نے ابن ربیعہ کے خون کے ساقط ہونے کا اعلان فرمایا، اور زمانہ جاہلیت کے سود کے موقوف ہونے کا بھی اعلان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب کا سود ساقط کیا جاتا ہے چنانچہ وہ سب کا سب ساقط ہے، اس خطبہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا:

خوب یاد رکھو جاہلیت کی ایک ایک چیز میرے قدموں کے نیچے پامال ہے۔

(حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے جو خطبات ارشاد فرمائے اس سے متعلق روایات اخیر میں ذکر کر دی گئی ہیں)۔

جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت بلال رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُ کو حکم فرمایا انہوں نے اذان و اقامت کہی اور آپ ﷺ نے دو رکعت ظہر کی نماز پڑھائی اس کے بعد عصر کی نماز کے لئے اقامت کہی گئی اور آپ ﷺ نے دو رکعت عصر کی نماز پڑھائی۔

دونوں نمازوں سے فارغ ہو کر اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر موقوف (وقوف کی جگہ) پہنچے، آپ ﷺ نے جبل رحمت کے نیچے چٹانوں کے پاس وقوف فرمایا، اور قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا و تضرع میں مشغول ہو گئے، اللہ تعالیٰ کے حضور جی بھر کر روئے،

گڑ گڑائے، اور خوب گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں مانگیں، آپ ﷺ کا دعا مانگنے کا انداز ایسا تھا کہ جیسے کوئی مسکین کسی سے کھانا مانگتا ہے اپنے ہاتھ مبارک بلند کر کے پھیلا لئے، دعاؤں کا یہ تسلسل غروب آفتاب تک جاری رہا۔

اسی موقع پر اہل نجد کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے حج کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

الْحَجَّ عَرَفَةٌ مَنْ جَاءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوعِ
الْفَجْرِ فَقَدْ أَذْرَكَ الْحَجَّ

حج عرفات میں ٹھہرنا ہے، جو کوئی مزدلفہ کی رات کو طلوع فجر سے پہلے عرفہ آجائے، اس نے حج کو پالیا۔

(سنن الترمذی باب ماجاء فیمن اذکر الامام الخ، حدیث نمبر 889، ص 163)

اسی وقوف کے دوران آپ ﷺ نے اپنی امت کے لئے دعاء مغفرت فرمائی، چنانچہ لوگوں کی باہمی حق تلفیوں کے علاوہ میں آپ ﷺ کی دعاء مغفرت قبول فرمائی گئی، سنن ابن ماجہ میں ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِأُمَّتِهِ عَشِيَّةَ
عَرَفَةَ بِالْمَغْفِرَةِ فَأَجِيبَ إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا
خَلَا الظَّالِمَ فَإِنِّي أَخِذْتُ لِلْمَظْلُومِ مِنْهُ قَالَ أَيُّ رَبِّ
إِنْ شِئْتَ أَعْطَيْتَ الْمَظْلُومَ مِنَ الْجَنَّةِ وَغَفَرْتَ
لِلظَّالِمِ فَلَمْ يَجِبْ عَشِيَّتَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ
أَعَادَ الدُّعَاءَ فَأَجِيبَ إِلَى مَا سَأَلَ قَالَ فَضَحِكَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ تَبَسَّمَ
 نبی اکرم ﷺ نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کی مغفرت کی
 دعا کی، تو آپ ﷺ کو جواب ملا کہ میں نے انہیں بخش
 دیا، سوائے ان کے جو ظالم ہوں، اس لیے کہ میں اس
 (ظالم) سے مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا، آپ ﷺ نے
 فرمایا: ”اے رب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دے اور
 ظالم کو بخش دے“، لیکن اس شام کو آپ ﷺ کو جواب
 نہیں ملا، پھر جب آپ ﷺ نے مزدلفہ میں صبح کی تو پھر
 یہی دعا مانگی، آپ ﷺ کی درخواست قبول کر لی گئی، تو
 آپ ﷺ ہنسے یا مسکرائے۔

آپ ﷺ کو اس موقع پر مسکراتے ہوئے دیکھ کر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرمانے لگے:

بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنَّ هَذِهِ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ
 فِيهَا فَمَا الَّذِي أَضْحَكَكَ أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ
 ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یہ ایسا وقت ہے کہ آپ
 ایسے موقع پر ہنسا نہیں کرتے تو آپ کو کس چیز نے ہنسا یا؟
 اللہ آپ کو ہنساتا ہی رہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ عَدُوَّ اللَّهِ إِبْنَيْسَ لَمَّا عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ

اسْتَجَابَ دُعَائِي وَغَفَرَ لِأَمْتِي أَخَذَ الشَّرَابَ
فَجَعَلَ يَحْثُوهُ عَلَى رَأْسِهِ وَيَدْغُو بِالْوَيْلِ وَالشُّبُورِ
فَأَضْحَكَنِي مَا رَأَيْتُ مِنْ جَزَعِهِ

اللہ کے دشمن ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے، اور میری امت کو بخش دیا ہے، تو وہ مٹی لے کر اپنے سر پر ڈالنے لگا اور کہنے لگا: ہائے خرابی، ہائے تباہی! جب میں نے اس کا یہ تڑپنا دیکھا تو مجھے ہنسی آگئی۔

(سنن ابن ماجہ باب الدعاء بعرفة، حدیث نمبر 3013، ص 327)

اسی عرفات کے میدان میں ایک صحابی (جن کا نام غیر معروف ہے) احرام کی حالت میں اپنی سواری سے گر کر جاں بحق ہو گئے، آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ انہیں احرام کی دو چادروں ہی میں دفن کیا جائے۔ (صحیح بخاری باب سنة المحرم اذا مات، حدیث نمبر 1753، ص 656)

عرفات کے میدان میں آپ ﷺ پر قرآن شریف کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا، اور میں نے تم پر انعام تام کر دیا، اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔

(سورة المائدة آیت نمبر 3)

اس آیت کا نزول جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد ہوا اس وقت آپ ﷺ اپنی اونٹنی

عضباء پر سوار عرفات میں وقوف فرما رہے تھے، نزول آیت کے موقع پر اونٹنی کی یہ حالت محسوس کی جا رہی تھی کہ کہیں وحی کے شدت ثقل سے اس کی ٹانگیں نہ ٹوٹ جائیں، اس لئے اونٹنی نے گھٹنے ٹیک دیئے تھے۔

یوم عرفہ کا روزہ:

چونکہ یہ ۹ ذی الحجہ کا دن تھا اور آپ ﷺ اس دن کے روزہ کی خوب اہمیت بیان فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے نہ کچھ کھایا تھا اور نہ ہی کچھ پیا تھا اس لئے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو شک ہوا کہ کہیں آپ ﷺ کا روزہ تو نہیں ہے۔

ام الفضل بنت حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ:

أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ
وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ
لَبَنٍ وَهُوَ وَقِفْتُ عَلَى بَعِيرِهِ فَشَرِبَهُ

ام الفضل بنت حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ان کے یہاں کچھ لوگ عرفات کے دن نبی کریم ﷺ کے روزہ کے بارے میں بحث کر رہے تھے بعض نے کہا کہ آپ ﷺ روزہ سے ہیں اور بعض نے کہا کہ روزہ سے نہیں ہیں، اس پر ام الفضل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا (تا کہ حقیقت ظاہر ہو

جائے) آپ ﷺ اپنے اونٹ پر سوار تھے، آپ
ﷺ نے دودھ پی لیا۔

(صحیح بخاری باب صوم يوم عرفه، حدیث نمبر 1887، ص 701)

آپ ﷺ کا سب کے سامنے دودھ نوش فرمانا اس امر کے اظہار کے لئے تھا کہ
آپ ﷺ کا روزہ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری باب ما يقتل المحرم من الدواب، حدیث نمبر 1733، ص 650)

میدان عرفات سے روانگی

جب عرفات میں سورج غروب ہو گیا تو آپ ﷺ عرفات سے روانہ ہوئے اور
حضرت اسامہ بن زید رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُ کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور نہایت سکون
سے روانہ ہوئے، ہجوم کی وجہ سے اپنی اونٹنی قصواء کی مہار اتنی کھینچی کے اس کا سر کجاوے
کو لگنے لگا، آپ ﷺ کی سواری متوسط رفتار سے چل رہی تھی کسی جگہ راستہ کشادہ ہوتا
تو آپ ﷺ اس کی رفتار تیز کر دیتے اور کہیں ٹیلا آتا تو اس کی مہار ڈھیلی چھوڑ دیتے
تاکہ اس کے لئے چڑھنا آسان ہو جائے، عرفات سے واپسی کا سفر شروع ہو چکا تھا
قافلہ مزدلفہ کی طرف رواں دواں تھا چاروں طرف جانثار صحابہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُمْ اور شمع
رسالت کے پروانوں کا ہجوم تھا جن کے قدموں تلے فرشتے پر بچھانے کے لئے
بے چین تھے اور رب کائنات جن پر ناز فرما رہے تھے، لوگ دائیں بائیں اونٹوں کو
دوڑا رہے تھے آپ ﷺ دائیں ہاتھ سے اپنے وفا شعاروں کو آرام اور وقار کے
ساتھ چلنے کی تلقین فرما رہے تھے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ

لوگو! سکون اور وقار کو لازم پکڑو

(سنن الترمذی باب ان عرفه کلها موقوف، حدیث نمبر 885، ص 163)

آپ ﷺ دوران سفر تلبیہ پڑھتے رہے، راستے میں ایک مقام پر سواری سے اتر کر پیشاب کیا اور وضو کیا، حضرت اسامہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُ نے عرض کیا:

الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

یا رسول اللہ نماز؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

الصَّلَاةُ أَمَامَكَ

نماز کی جگہ تمہارے آگے ہے

(یعنی یہ نماز کی جگہ نہیں بلکہ آگے چل کر مزدلفہ میں نماز ادا کی جائے گی)۔

(صحیح بخاری باب اسباغ الوضوء، حدیث نمبر 139، ص 65)

مزدلفہ میں قیام

راستے میں وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ سواری پر سوار ہو کر مزدلفہ پہنچے، مزدلفہ (جگہ کا نام) یہ عرفات اور منیٰ کے درمیان ایک جگہ ہے جو حدود حرم میں داخل ہے اس کا نام جمع بھی ہے۔

مزدلفہ پہنچ کر کجاوے اتارنے اور اونٹ بٹھانے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی اور پھر اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی اور ان دونوں نمازوں یعنی مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل نہیں پڑھے۔

مزدلفہ میں آپ ﷺ نے ضعفاء اہل بیت کو اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ اگر رات میں ہی منیٰ جانا چاہیں تو چلے جائیں اور ساتھ ہی انہیں حکم دیا کہ سورج طلوع

ہونے سے پہلے رمی نہ کریں۔ (سنن الترمذی باب ما جاء في تقديم الضعفة الخ، حدیث نمبر 893، ص 164)

چانچے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:

أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ

الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ

میں ان لوگوں میں تھا جنہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر

کے کمزور لوگوں کے ساتھ مزدلفہ کی رات ہی منی بھیج دیا تھا۔

(صحیح بخاری باب من قدم ضعفة اهله بليل الحج، حدیث نمبر 1594، ص 603)

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی

ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

إِذْهَبْ بِضِعْفَائِنَا وَنِسَائِنَا فَلْيَصَلُّوا الصُّبْحَ بِمِنَى

آپ ہمارے کمزوروں اور عورتوں کو لے جائیے تاکہ یہ

نماز فجر منی پہنچ کر ادا کریں

(شرح معانی الآثار باب وقت رمی جمرة العقبة الخ، حدیث نمبر 3972، ص 215، ج 2)

پھر آپ ﷺ سو گئے اور آپ ﷺ نے اس رات میں تہجد کی نماز ادا نہیں فرمائی،

جیسے ہی مزدلفہ میں صبح صادق ہوئی تو آپ ﷺ نے اول وقت میں فجر کی نماز ادا

فرمائی، پھر آپ ﷺ سوار ہو کر مشعر حرام کے پاس پہنچے وہاں وقوف فرمایا، اور خوب

روشنی ہونے تک دعاء و تضرع، تکبیر و تہلیل اور ذکر میں مشغول رہے۔

مزدلفہ میں آپ ﷺ نے اپنی امت کے لئے دوبارہ دعا فرمائی اور باہمی حقوق سے

متعلق جو دعا عرفات میں قبول نہیں کی گئی تھی وہ مزدلفہ میں قبول کر لی گئی جس کا ذکر

پہلے گزر چکا۔

مزدلفہ سے روانگی

پھر آپ ﷺ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ہی مزدلفہ سے روانہ ہو گئے، امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَفِيضُونَ حَتَّى يَرَوْا
الشَّمْسَ عَلَى ثَبِيرٍ فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَدَفَعَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

جاہلیت کے لوگ مزدلفہ سے نہیں لوٹتے تھے جب تک کہ سورج کوہ ثبیر پر نہ دیکھ لیتے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے ہی (مزدلفہ سے) چل پڑے۔

(سنن ابوداؤد باب الصلاة بجمع الخ، حدیث نمبر 1938، ص 224)

اور بخاری شریف میں عمرو بن میمون رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت ہے کہ:

شَهِدْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى بِجَمْعِ الصُّبْحِ
ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ إِنَّ الْمَشْرِكِينَ كَانُوا لَا يَفِيضُونَ
حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُولُونَ أَشْرَفَ ثَبِيرٌ وَأَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ
قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ

جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھی تو میں بھی موجود تھا، نماز کے بعد آپ نے وقوف فرمایا

اور پھر فرمایا کہ مشرکین (جاہلیت میں یہاں سے) سورج نکلنے سے پہلے نہیں جاتے تھے کہتے تھے اے شیر! تو چمک جا۔ نبی کریم ﷺ نے مشرکوں کی مخالفت کی اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے روانہ ہو گئے

(صحیح بخاری باب منی یدفع من جمع الخ، حدیث نمبر 1600، ص 604)

مزدلفہ سے روانگی کے وقت آپ ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے پیچھے سوار کیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل روانہ ہوئے، بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ رَدَفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أُرْدِفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنَى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبِي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما عرفات سے مزدلفہ تک نبی کریم ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، پھر آپ ﷺ نے مزدلفہ سے منی جاتے وقت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھا لیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ان دونوں حضرات

نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی تک مسلسل
تلبیہ کہتے رہے۔

(صحیح بخاری باب منی یدفع من جمع الخ، حدیث نمبر 1602، ص 605)

اور اسی راستے میں حضرت فضل بن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو کنکریاں اٹھانے کا حکم
فرمایا۔ (سنن النسائی باب النقا ط الحصى الخ، حدیث نمبر 3054، ص 727)

اسی راستے میں قبیلہ خثعم کی ایک خاتون آپ ﷺ کے پاس آئیں اور انہوں نے
آپ ﷺ سے دریافت کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ
أَذْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ
عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحْجَّ عَنْهُ؟

یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ حج جو اس کے
بندوں پر ہے اس نے میرے بوڑھے باپ کو پالیا ہے لیکن
ان میں اتنی سکت نہیں کہ وہ سواری پر بھی بیٹھ سکیں تو کیا میں
ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

(صحیح بخاری باب الحج عن لا یستطیع الثبوت الخ، حدیث نمبر 1755، ص 657)

اسی دوران فضل بن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اس عورت کی طرف اور وہ عورت حضرت فضل
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی طرف دیکھنے لگی، تو آپ ﷺ نے حضرت فضل رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کا منہ
پھیر دیا تا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو نہ دیکھیں۔

(صحیح بخاری باب حج المرأة عن الرجل الخ، حدیث نمبر 1756، ص 657)

مسند احمد کی روایت میں اس بات کا اضافہ ہے کہ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا يَوْمٌ مَّنْ حَفِظَ فِيهِ بَصْرَهُ وَلِسَانَهُ غُفِرَ لَهُ

آج کا دن وہ ہے کہ جس شخص نے اپنی نظر اور زبان کو قابو

میں رکھا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 3350، ص 356)

اسی موقع پر ایک شخص نے اپنی والدہ کے بارے میں یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟

کیا خیال ہے اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتے؟

اس نے عرض کیا کہ جی ضرور ادا کرتا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

فَحُجَّ عَنْ أُمِّكَ

تو تم اپنی ماں کی جانب سے حج کرو

(سنن نسائی، باب حج الرجل عن المرأة، حدیث نمبر 2639، ص 643)

وادی محسر

پھر آپ ﷺ کا جب وادی محسر سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کو دوڑایا اور رفتار تیز کر دی، محسر منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک وادی ہے جو نہ منیٰ میں شامل ہے اور نہ ہی مزدلفہ میں، یہاں سے تیزی سے گزرنے کی بظاہر وجہ یہ تھی کہ یہ عذاب اترنے کی جگہ ہے، کچھ روایات کے مطابق وادی محسر ہی میں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہاں ایک آدمی پر آسمان سے آگ برسی

تھی جس نے یہاں شکار کیا تھا اور اسی وجہ سے اہل مکہ اس وادی کو وادی نار کہا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اس قسم کے مقامات سے جہاں پچھلی قوموں پر عذاب نازل ہوا ہوتا تھا تیزی سے گزرنے کی تھی جیسا کہ آپ ﷺ نے تبوک کے موقع پر قوم شمود کی بستی سے گزرتے ہوئے کیا تھا۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ وادی محسر سے تیز گزرنے کی وجہ یہ تھی کہ کفار یہاں وقوف کیا کرتے تھے لہذا آپ ﷺ نے ان کی مخالفت فرمائی اور وہاں سے تیزی سے گزرے۔ (ملخص از حجة الوداع و عمرات النبی ﷺ، ص 134)

افعال یوم النحر یعنی ۱۰ اذی الحجہ

وادی محسر سے گزر کر منیٰ میں داخل ہوئے اور سب سے پہلے جمرہ عقبہ کے پاس گئے، وادی کے نشیب میں اونٹنی پر سوار ہونے کی حالت میں سورج طلوع ہونے کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کی اس حال میں کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک جمرہ کی طرف، بائیں جانب بیت اللہ اور دائیں جانب منیٰ تھا، یکے بعد دیگرے ایک ایک کنکری مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے، رمی کی پہلی کنکری مارنے سے پہلے تک آپ ﷺ بار بار تلبیہ پڑھتے رہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی طرح رمی فرمایا کرتے تھے، مسلم شریف میں عبدالرحمن بن یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ حج کیا، وہ فرماتے ہیں کہ:

فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ

عَنْ يَسَارِهِ وَمِنْهُ عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ هَذَا مَقَامُ الَّذِي
أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

سیدنا عبداللہ ﷺ نے حجرہ کو سات کنکریاں ماریں
اور کعبہ کو بائیں طرف کیا اور منیٰ کو دائیں طرف اور کہا: یہ ان
کے قیام کی جگہ ہے جن پر سورہ بقرہ اتری ہے۔

(صحیح مسلم باب رمی جمرۃ العقبة، حدیث نمبر 1296، ص 512)

اس رمی کے موقع پر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، مسلم شریف میں ام حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ
فرماتی ہیں:

حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَجَّةَ الْوُدَاعِ فَرَأَيْتُهُ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعُقْبَةِ
وَانْصَرَفَ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَأَسَامَةُ
أَحَدُهُمَا يَقْذُوبُهُ رَاحِلَتُهُ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلَى
رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ
الشَّمْسِ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَوْلًا كَثِيرًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ أَمْرَ عَلَيْكُمْ
عَبْدٌ مُجَدَّعٌ حَسِبْتُهَا قَالَتْ: أَسْوَدٌ يَقْذُوكُمْ
بِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع

پر حج کیا، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور لوٹے اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا بلال رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اور سیدنا اسامہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ تھے ان میں سے ایک تو آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر کھینچتا تھا اور دوسرا اپنا کپڑا دھوپ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر پکڑے ہوئے تھا، ام حصین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں: کہ آپ ﷺ نے بہت سی باتیں فرمائیں، پھر میں نے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ اگر تمہارے اوپر ایک غلام کن کٹا حاکم بنایا جائے (راوی فرماتے ہیں کہ میرے خیال سے انہوں نے یہ بھی کہا کہ) کالا غلام ہو اور وہ تمہیں کتاب اللہ کے مطابق حکم دے تو اس کی بھی بات سنو اور اس کا کہنا مانو۔

(صحیح مسلم باب استحباب رمی جمرۃ العقبة الخ، حدیث نمبر 1298، ص 512)

اسی رمی کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَذْرِي لَعَلِّي لَا أَحْبُجُّ

بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ

مجھ سے اپنے حج کے مناسک سیکھ لو اس لیے کہ میں نہیں جانتا

کہ شاید میں اپنے اس حج کے بعد حج نہ کروں

(صحیح مسلم باب استحباب رمی جمرۃ العقبة الخ، حدیث نمبر 1297، ص 512)

خطبہ منیٰ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کی طرف لوٹے اور ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا، اس خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے کے خون، مال اور آبرو کی حرمت بیان فرمائی، اور یہ بھی فرمایا کہ

الرَّيْمَانُ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَةِ يَوْمٍ خَلَقَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ
ثَلَاثَةٌ مَتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ
وَالْمُحَرَّمِ وَرَجَبٌ مُضَرٌّ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى
وَشَعْبَانَ

زمانہ گھوم کر اپنی اصلی ہیئت پر آ گیا ہے، اس دن کی طرح جب اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا، سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں چار حرمت کے مہینے ہیں، تین لگاتار ہیں، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم (اور چوتھا) رجب مضر جو جمادی الاولیٰ اور شعبان کے بیچ میں پڑتا ہے۔

اور فرمایا کہ

وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَسَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا
فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضَلَالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ
رِقَابَ بَعْضٍ

عنقریب تم اپنے رب کے سامنے جاؤ گے اور وہ تمہارے
اعمال کے بارے میں تم سے پوچھے گا، دیکھو میرے بعد
گمراہ نہ ہو جانا

اور فرمایا:

أَلَا هَلْ بَلَغْتُ؟ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا
سنو! کیا میں نے پہنچا دیا؟ صحابہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ نے عرض
کیا کہ جی ہاں آپ نے پہنچا دیا، فرمایا: اے اللہ! تو گواہ
رہنا، یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ دہرائی۔

اور فرمایا

أَلَا لِيَبْلَغُ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَبْلَغُهُ
أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ مَنْ سَمِعَهُ
غور سے سن لو جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو پہنچا دیں جو
موجود نہیں ہیں، ہو سکتا ہے کہ جسے وہ پہنچائیں ان میں سے
کوئی ایسا بھی ہو جو یہاں بعض سننے والوں سے زیادہ اس
(حدیث) کو یاد رکھ سکتا ہو۔

پھر آپ ﷺ نے مسیح دجال کا ذکر فرمایا، امام بخاری نے ان تمام ارشادات کو بخاری
شریف کے باب باب حجة الوداع میں ذکر فرمایا ہے۔

(صحیح بخاری باب حجة الوداع، ص 1596)

اس کے علاوہ بہت سی وصیتیں اور نصیحتیں فرمائیں جو کتب حدیث میں مذکور ہیں۔

اس موقع پر آپ ﷺ نے لوگوں کو الوداع کہا، آپ ﷺ کو معلوم ہو چکا تھا کہ اس حج کے بعد آپ ﷺ کو کسی اور موقع پر ایسا اجتماع میسر نہیں آئے گا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ ایام تشریق کے وسط میں آپ ﷺ پر سورۃ النصر نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے جان لیا کہ یہ دنیا سے کوچ کا پیغام ہے، اسی لئے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے، اس حج کو حجۃ البلاغ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس حج کے دوران فرمایا: **أَلَا هَلْ بَلَغْتُ؟** کیا میں نے تم تک دین پہنچا دیا؟ اور اس حج کو حجۃ الاسلام بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس حج میں پہلی بار صرف مسلمانوں نے حج کیا، کوئی مشرک اس حج میں شریک نہیں ہوا، اور اس حج کو حجۃ الکمال بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اسی حج کے دوران قرآن شریف کی آیت **الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ** (الایۃ نازل ہوئی اور دین کے مکمل ہونے کی خوشخبری سنائی گئی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ہر قبیلہ والوں کے لئے منیٰ میں ٹھہرنے کی جگہ تجویز فرمائی، چنانچہ ابوداؤد شریف میں عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ
بِمَنَى فَفَتَحَتْ أَسْمَاعُنَا حَتَّى كُنَّا نَسْمَعُ مَا يَقُولُ
وَنَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا فَطَفِقَ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ حَتَّى
بَلَغَ الْجِمَارَ فَوَضَعَ أَصْبَعِيهِ السَّبَابَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ
بِحَصَى الْحَذَفِ ثُمَّ أَمَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَتَزَلُّوا فِي
مُقَدَّمَ الْمَسْجِدِ وَأَمَرَ الْأَنْصَارَ فَتَزَلُّوا مِنْ وَرَاءِ

الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَزَلَ النَّاسُ بَعْدَ ذَلِكَ

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، ہم منیٰ میں تھے تو ہمارے کان کھول دیئے گئے آپ ﷺ جو بھی فرماتے تھے اسے ہم اپنے ٹھکانوں ہی میں ہوتے ہوئے سن لیتے تھے، آپ ﷺ نے لوگوں کو ارکان حج سکھانا شروع کئے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ جمرات تک پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی دونوں انگلیاں (کانوں میں) رکھ کر (بلند آواز میں) فرمایا کہ اتنی چھوٹی چھوٹی کنکریاں ماریں جو انگلی پر رکھ ماری جاسکتی ہو، پھر آپ ﷺ نے مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے اگلے حصہ میں اتریں اور انصار کو حکم دیا کہ وہ لوگ مسجد کے پیچھے اتریں، اس کے بعد سب لوگ اترے۔

(سنن ابو داؤد باب ما یدکر الامام فی خطبۃ بمنی، حدیث نمبر 1957، ص 225)

قیام منیٰ اور قربانی حج

پھر آپ ﷺ قربان گاہ گئے جو منیٰ ہی میں ہے اور اپنی عمر مبارک کے سالوں کی تعداد کے مطابق اپنے دست مبارک سے تریسٹھ اونٹ نحر (ذبح) فرمائے، بظاہر آپ ﷺ نے وہی تریسٹھ اونٹ نحر (ذبح) فرمائے جو آپ ﷺ اپنے ساتھ مدینہ منورہ سے لائے تھے، اور بقیہ اونٹ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لائے تھے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نحر (ذبح) فرما کر سو کی تعداد پوری فرمائی جیسا کہ ترمذی

میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ ثَلَاثَ حَجَجٍ
حَجَّتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ وَحَجَّةً بَعْدَ مَا هَاجَرَ
وَمَعَهَا عُمْرَةٌ فَسَاقَ ثَلَاثَةً وَسِتِّينَ بَدَنَةً وَجَاءَ
عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبَقِيَّتِهَا الْخ

نبی اکرم ﷺ نے تین حج کئے، دو حج ہجرت سے پہلے اور
ایک حج ہجرت کے بعد، اس کے ساتھ آپ ﷺ نے عمرہ
بھی کیا اور تریسٹھ اونٹ ہدی کے طور پر ساتھ لے گئے اور
باقی اونٹ یمن سے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر آئے۔

(سنن الترمذی باب ما جاء كم حج النبي ﷺ، حدیث نمبر 815، ص 153)

آپ ﷺ کے نحر (ذبح) کردہ اونٹوں کی تعداد ان کی کیفیت، نیز ان اونٹوں کے نحر
(ذبح) کرنے میں کسی نے آپ ﷺ کی مدد کی یا نہیں اس بارے میں مختلف
روایات وارد ہوئی ہیں، ان سب کا خلاصہ اور ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ آپ
ﷺ نے تیس اونٹ بغیر کسی کی اعانت کے خود نحر (ذبح) فرمائے اور تینتیس اونٹوں
کے نحر (ذبح) کرنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کی مدد فرمائی اور
بقیہ پینتیس اونٹ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نحر (ذبح) فرمائے۔

جب آپ ﷺ اونٹوں کو نحر (ذبح) فرما رہے تھے تو اونٹ بجائے ادھر ادھر بھاگنے
کے خود آپ ﷺ کی طرف بڑھ رہے تھے گویا ہر ایک اونٹ کی یہ خواہش تھی کہ وہ
محبوب کائنات ﷺ کے ہاتھوں قربان ہو جائے، چنانچہ ابوداؤد شریف میں حضرت

عبداللہ بن قرط رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے وہ اپنی روایت میں یوں فرماتے ہیں کہ:

وَقُرْبَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَنَاتٍ
خُمْسٍ أَوْ سِتٍّ فَطَفِقْتُ يَزْدَلِفُنَ إِلَيْهِ بَايَتَهُنَّ يَبْدَأُ
اس دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے پانچ یا چھ اونٹنیاں لائی
گئیں، تو ان میں سے ہر ایک آگے بڑھنے لگی کہ آپ
ﷺ کی ابتداء اس سے کریں۔

(سنن ابو داؤد باب فی الہدی اذا عطب النخ، حدیث نمبر 1765، ص 206)

حضرت علی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى
بُذْنِهِ وَأَنْ يَقْسِمَ بِذَنْهُ كُلَّهَا لِحُومِهَا وَجُلُودِهَا
وَجِلَالِهَا وَلَا يُعْطِي فِي جِزَارِ تَهَا شَيْئًا

نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ آپ ﷺ کی
قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کریں اور یہ کہ آپ ﷺ کے
قربانی کے جانوروں کی ہر چیز گوشت چمڑے اور جھول
خیرات کر دیں اور قصائی کی مزدوری اس میں سے نہ دیں۔

(صحیح بخاری باب يتصدق بجلود الهدى، حدیث نمبر 1630، ص 613)

ہدی کے جو جانور آپ ﷺ اور صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے ذبح فرمائے آپ
ﷺ نے اس کا گوشت کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی چنانچہ حضرت جابر
رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بَدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِئِي
فَرَحَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا
وَتَزَوَّدُوا فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا

ہم اپنی قربانی کا گوشت منیٰ کے بعد تین دن سے زیادہ نہیں
کھاتے تھے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں
اجازت دے دی اور فرمایا کہ کھاؤ بھی اور توشہ کے طور پر
ساتھ بھی لے جاؤ، چنانچہ ہم نے کھایا اور ساتھ بھی لائے۔

(صحیح بخاری باب ما یا کل من البدن وما يتصدق، حدیث نمبر 1632، ص 614)

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باقی
ماندہ اونٹوں کے نحر (ذبح) کا حکم دیا اور پھر حکم فرمایا کہ ہر قربانی سے گوشت کا ایک
ایک ٹکڑا لیا جائے، چنانچہ اس گوشت کو ہنڈیا میں پکایا گیا اور ان دونوں حضرات نے
اس گوشت کو کھایا اور اس کا شوربہ نوش فرمایا۔

(صحیح مسلم باب حجة النبي ﷺ، حدیث نمبر 1218، ص 485)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی طرف سے ایک گائے
ذبح فرمائی، سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

ذَبَحَ عَمَّنِ اعْتَمَرَ مِنْ نِسَائِهِ بَقْرَةً بَيْنَهُنَّ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ان تمام ازواج مطہرات
رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی طرف سے جنہوں نے عمرہ کیا تھا (حجۃ
الوداع کے موقع پر) ایک گائے ذبح کی۔

(سنن ابوداؤد باب فی ہدی البقر، حدیث نمبر 1751، ص 205)

مسلم شریف میں مروی حضرت جابر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا کی طرف سے علیحدہ گائے ذبح فرمائی چنانچہ حضرت جابر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ:

ذَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ

بَقْرَةَ يَوْمِ النَّحْرِ

رسول اللہ ﷺ نے یوم نحر میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا کی طرف سے گائے ذبح فرمائی۔

(صحیح مسلم باب الاشتراک فی الہدی الخ، حدیث نمبر 1319، ص 519)

قیام منیٰ اور حلق

جب آپ ﷺ نحر (ذبح) کے عمل سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے حلاق (حلق کرنے والے) کو طلب فرمایا، انہوں نے آپ ﷺ کے سر مبارک کا حلق فرمایا، ناخن تراشے اور لبوں اور رخسار کے بال لئے، اور رسول اللہ ﷺ نے ان بالوں کو تقسیم فرمادیا، سر کی ایک جانب کے بال حضرت ابو طلحہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو خاص ان کے لئے عنایت فرمائے اور دوسری جانب کے موئے مبارک لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم فرمایا، مسلم شریف کی روایت میں ہے:

ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَأَشَارَ إِلَى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ

الْأَيْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ

پھر حلاق سے فرمایا کہ ”لو“ اور سر کی داہنی طرف اشارہ کیا اور پھر بائیں اور پھر لوگوں کو (اپنے موئے مبارک) دینے

شروع کئے۔

(صحیح مسلم باب ان السنة يوم النحر الخ، حدیث نمبر 1305، ص 514)

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ:

لَمَّا رَمَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْجَمْرَةَ وَنَحَرَ نُسْكَهَ وَحَلَقَ نَآوِلَ الْحَالِقِ شِقَّهُ
الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ
فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَآوَلَهُ الشِّقَّ الْأَيْسَرَ فَقَالَ احْلُقْ
فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ أَقْسِمُ بِهِ بَيْنَ النَّاسِ
جَبَ نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَمْرَةٍ كُنُكْرِيَا مَارِلِيَا أَوْ قُرْبَانِي كَرَلِي
أَوْ سَرْمَنْدٍ أَوْ يَأْتُوَ أَهْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَيْمَنِ جَانِبِ آگِ كِي
أَسْ نِي مَوْنَدٍ دِي تُو أَهْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَبْطَلَحِهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كُو
بَلَايَا أَوْ رَانِ كُو وَهَالِ دِي دِي پُھَرِ آہِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَيْمَنِ
بَانِيَا جَانِبِ آگِ كِي كِي ”أَسْ كُو مَوْنَدٍ وَجَبَ وَه مَوْنَدٍ دِي گُئِي تُو
آہِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَبْطَلَحِهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كُو وَهَالِ دِي دِي
كِي لُو گُوں مِيں تَقْسِيمِ كَرْدُو۔

(صحیح مسلم باب ان السنة يوم النحر الخ، حدیث نمبر 1305، ص 514)

اور آپ ﷺ نے حلق کروانے والوں کے لئے تین بار اور قصر کروانے والوں کے
لئے ایک بار دعا فرمائی، (سعی کے موقع پر اس کا ذکر گزر چکا ہے)۔

طواف زیارت

پھر آپ ﷺ نے لباس زیب تن کیا، خوشبو لگائی اور اسی دن یعنی بروز ہفتہ ظہر کی نماز سے قبل سواری پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور طواف زیارت سواری پر سوار ہو کر ادا فرمایا، طواف پورا کرنے کے بعد زم زم پر آئے بنو عبدالمطلب پانی نکال رہے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

اِنْزِعُوا بَنِي عَبْدِ الْمُطَلِّبِ فَلَوْلَا اَنْ يَّغْلِبَكُمْ
النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُمْ لَنْزَعْتُ مَعَكُمْ

اے بنی عبدالمطلب پانی نکالو اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ
لوگ بھیڑ کر کے تمہیں پانی نہیں نکالنے دیں گے تو میں بھی
تمہارا شریک ہو کر پانی نکالتا۔

(صحیح مسلم باب حجة النبی ﷺ، حدیث نمبر 1218، ص 485)

انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں ڈول پیش کیا جسے آپ ﷺ نے کھڑے
ہو کر نوش فرمایا، پھر آپ ﷺ منیٰ واپس تشریف لے آئے اور ظہر کی نماز منیٰ میں ادا
فرمائی۔

(صحیح مسلم باب استحباب طواف الافاضة الخ، حدیث نمبر 1308، ص 516)

یہ رات آپ ﷺ نے منیٰ ہی میں گزاری۔

ایام تشریق اور رمی جمرات

۱۱ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کا انتظار فرمایا، جب زوال ہو گیا تو جمرات کی طرف پیدل
روانہ ہوئے سب سے پہلے حجرہ اولیٰ کی رمی فرمائی اور اس کے بعد اتنی دیر تک دعا

مانگتے رہے، جتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے پھر درمیانے حجرہ کی رمی فرمائی اور اس کے بعد بھی اسی طرح طویل دعا فرمائی جس طرح حجرہ اولیٰ کے پاس دعا فرمائی تھی، پھر تیسرے حجرہ کی رمی فرمائی اور اس کے بعد دعا نہیں مانگی اور نہ ہی وہاں ٹھہرے۔

ایام تشریق کی راتیں آپ ﷺ نے منیٰ ہی میں گزاریں اور زوال آفتاب کے بعد رمی فرماتے رہے، چنانچہ بخاری شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا نَتَحَيَّنُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا

ہم انتظار کرتے رہتے اور جب زوال آفتاب ہو جاتا تب کنکریاں مارتے تھے۔

(صحیح بخاری باب رمی الجمار، حدیث نمبر 1659، ص 621)

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

رَمَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُرَةَ

يَوْمَ النَّحْرِ ضَحَى وَأَمَّا بَعْدُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ

رسول اللہ ﷺ نے یوم نحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو دن چڑھے

کنکریاں ماریں اور بعد کے دنوں میں جب آفتاب ڈھل

گیا اس وقت کنکریاں ماریں۔

(صحیح مسلم باب استحباب وقت الرمی، حدیث نمبر 1299، ص 513)

قیام منیٰ اور زیارت بیت اللہ:

ایام منیٰ کی راتوں میں آپ ﷺ ہر رات مکہ مکرمہ بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے جاتے تھے، چنانچہ بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُ الْبَيْتَ
أَيَّامَ مِنًى

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کے دنوں میں بیت اللہ کی
زیارت کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری باب الزيارة يوم النحر، ص 617)

نزول سورة النصر

منیٰ کے قیام کے دوران آپ ﷺ نے منیٰ میں دو خطبے دیئے، ان ہی دنوں میں **سورة النصر** نازل ہوئی، امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا ہے کہ:

كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَسْأَلُنِي مَعَ أَصْحَابِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ
بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَسْأَلُهُ وَلَنَا بَنُونَ مِثْلُهُ؟
فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ
تَعْلَمُ فَسَأَلَهُ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ
وَالْفَتْحُ فَقُلْتُ إِنَّمَا هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ إِنِّيَاهُ وَقَرَأَ السُّورَةَ إِلَى آخِرِهَا
فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا
مَا تَعْلَمُ

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی موجودگی میں عمر
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مجھ سے (مسئلہ) پوچھتے تھے (ایک بار)
عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے کہا: آپ ان
ہی سے کیوں پوچھتے ہیں جب کہ ہمارے بھی ان کے جیسے
بچے ہیں (کیا بات ہے؟) عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے انہیں
جواب دیا وہ جس مقام و مرتبہ پر ہیں وہ آپ کو معلوم ہے،
پھر انہوں نے ان سے اس آیت **إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ**
وَالْفَتْحُ کے بارے میں پوچھا، (ابن عباس
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کہتے ہیں) میں نے کہا اس میں رسول اللہ
ﷺ کی وفات کی خبر ہے، اللہ نے آپ ﷺ کو آگاہ
کیا ہے، انہوں نے یہ پوری سورت شروع سے آخر تک
پڑھی، عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! میں نے
اس سورت سے وہی سمجھا اور جانا جو تو نے سمجھا اور جانا ہے

(سنن الترمذی باب ومن سورة النصر، حدیث نمبر 3362، ص 532)

سورة النصر کے نازل ہونے سے آپ ﷺ نے اس بات کو جان لیا کہ اب
امت سے رخصت ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے، اور صحابہ کرام

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے بھی اس بات کو جان لیا کہ حبیب رب العالمین ﷺ سے جدائی کا وقت اب قریب آچکا ہے۔

منیٰ کے قیام کے ان ہی دنوں میں حضرت عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے سقایت زم زم (زم زم پلانے کی ذمہ داری) کی وجہ سے آپ ﷺ سے منیٰ کی راتیں مکہ مکرمہ میں رہنے کی اجازت طلب فرمائی، چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت فرمادی۔
(صحیح بخاری باب ہل بیت اصحاب السقایۃ الخ، حدیث نمبر 1658، ص 621)

اسی طرح اونٹوں کے چرانے والوں نے بھی منیٰ سے باہر رات گزارنے کی اجازت طلب کی، چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں بھی اجازت مرحمت فرمادی۔
۱۲ ذی الحجہ کورمی سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے منیٰ ہی میں قیام فرمایا اور
۱۳ ذی الحجہ کو بھی جمرات کی رمی فرمائی۔

محصب میں قیام اور طواف وداع

۱۳ ذی الحجہ کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ سے روانہ ہوئے اور محصب (جگہ کا نام) پہنچے، معجم البلدان میں ہے کہ محصب کو ابطح، بطحاء اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں اور آپ ﷺ منیٰ ہی میں اس بات کا اعلان فرما چکے تھے چنانچہ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ
بِمَنَى نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ
تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ وَذَلِكَ إِنْ قُرِيشًا وَبَنِي كِنَانَةَ
تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ

لَا يَنَاصِرُهُمْ وَلَا يَنَابِغُوهُمْ حَتَّىٰ يَسْلَمُوا إِلَيْهِمْ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْنِي بِذَلِكَ
الْمُحَصَّبُ

ہم سے رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں فرمایا کہ ”کل ہم خیف
بنی کنانہ میں اترنے والے ہیں جہاں کافروں نے کفر پر قسم
کھائی تھی۔“ اور کیفیت اس کی یہ تھی کہ قریش نے اور بنی کنانہ
نے قسم کھائی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے یعنی ان
کے قبیلوں سے نہ نکاح کریں گے، اور نہ ہی خرید و فرخت
کریں گے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے
سپر د نہ کر دیں اور خیف بنی کنانہ سے مراد محصب ہے۔

(صحیح مسلم باب استحباب النزول بالمحصب الخ، حدیث نمبر 1314، ص 517)

محصب پہنچ کر آپ ﷺ نے بالوں کے بنے ہوئے ایک خیمے میں قیام فرمایا، یہ خیمہ
آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نصب کیا تھا، یہ آپ
ﷺ کے سامان کی نگرانی پر مامور تھے، محصب ہی میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی
نماز ادا فرمائی اور تھوڑی دیر آرام بھی فرمایا، پھر وہیں سے طواف وداع کرنے کے لئے
مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، بخاری شریف میں حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے
وہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ
وَرَقَدَ رَفْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ
فَطَافَ بِهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء پڑھی اور تھوڑی دیر کے لیے محصب میں سوئے رہے، پھر بیت اللہ کی طرف سوار ہو کر گئے اور طواف کیا۔

(صحیح بخاری باب من صلی العصر الخ، حدیث نمبر ۱۶۷۵، ص 626)

آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا مَنِ سے واپسی کی رات میں حائضہ ہو گئی تھیں، چونکہ وہ طواف زیارت کر چکیں تھیں اس لئے آپ ﷺ نے انہیں طواف وداع کئے بغیر مدینہ منورہ جانے کی رخصت عطا فرمادی، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ:

أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَابِسْتَنَا هِيَ قَالُوا إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ قَالَ فَلَا إِذَا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہ بنت حی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا (حجۃ الوداع کے موقع پر) حائضہ ہو گئیں تو میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو یہ ہمیں روکیں گی، لوگوں نے کہا کہ انہوں نے طواف افاضہ کر لیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر کوئی فکر نہیں۔

(صحیح بخاری باب اذا حاضت المرأة بعد ما افاضت، حدیث نمبر 1670، ص 625)

آپ ﷺ نے سحری کے وقت طواف وداع ادا فرمایا اور آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی طبیعت ناساز تھی، اس لئے انہوں نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف فرمایا، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ:

شَكُوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي
أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ
فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي
إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابِ
مَسْطُورٍ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ میں بیمار ہو گئی
ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم ایسا کرو کہ لوگوں کے
پیچھے سے سوار ہو کر طواف کر لو، چنانچہ میں نے جب طواف
کیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پہلو میں
(دوران نماز) وَالطُّورِ وَكِتَابِ مَسْطُورٍ کی تلاوت
فرما رہے تھے۔

(صحیح بخاری باب المریض یطوف راکباً، حدیث نمبر 1552، ص 589)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا عمرہ تنعمیم:

اسی رات حضرت عائشہ نے آپ ﷺ سے عمرہ کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا،
چنانچہ بخاری شریف میں حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا نے آپ ﷺ سے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنْطَلِقُونَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَنْطَلِقُ

بِالْحَجِّ

یا رسول اللہ! آپ سب حج اور عمرہ (دونوں) کر کے واپس

ہو رہے ہیں لیکن میں صرف حج کر کے جا رہی ہوں۔

(صحیح بخاری باب عمرة التعميم، حدیث نمبر 1693، ص 633)

تو آپ ﷺ نے ان کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کو حکم فرمایا کہ وہ تشعیم سے حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا کو عمرہ کروائیں، جب حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا عمرہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ کے پاس تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم عمرہ سے فارغ ہو گئیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے کوچ کرنے اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہونے کا حکم فرمایا۔

(صحیح بخاری باب المعتمر اذا طاف النخ، حدیث نمبر 1696، ص 634)

سفر سے واپسی

آپ ﷺ ۱۴ ذی الحجہ بروز بدھ فجر کی نماز کے بعد کدلی یعنی اسفل مکہ کے راستے سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف واپسی کے لئے روانہ ہوئے، اور اپنے ساتھ کسی قدر زمزم کا پانی بھی لیا، چنانچہ سنن ترمذی میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا کا معمول نقل کیا گیا ہے کہ:

أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءٍ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْمِلُهُ

وہ (حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) زمزم کا پانی اپنے ساتھ مدینہ منورہ لے جاتی تھیں، اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی زمزم اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔

(سنن الترمذی باب الحج، حدیث نمبر 963، ص 174)

خطبہ غدیر خم:

جب آپ ﷺ غدیر خم (جگہ کا نام) پر پہنچے تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور اس خطبہ میں حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فضائل بیان فرمائے اور بعض اہل یمن جو ساتھ ہی تھے ان کے اعتراضات سے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بری فرمایا ان اعتراضات کا سبب یہ ہوا تھا کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ فرمایا تھا جن کو ان میں سے بعض نے ظلم و بخل سمجھا حالانکہ اس معاملے میں حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حق بجانب تھے اس لئے آپ ﷺ جب مناسک سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں ان کو بیان فرمایا چنانچہ آپ ﷺ نے بروز اتوار ۱۸ ذی الحجہ سن ۱۰ ہجری کو غدیر خم میں ایک درخت کے نیچے ایک عظیم الشان خطبہ دیا جس میں بہت سی چیزیں ذکر فرمائیں، اور حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فضائل و کمالات اور عدل و انصاف اور آپ ﷺ سے ان کی قربت کو ذکر فرمایا جس سے بہت سے لوگوں کے دلوں میں جو شکوک و شبہات تھے وہ زائل ہو گئے۔

(حجة الوداع و عمرات النبی ﷺ، ص 206)

مشکوٰۃ شریف، کتاب المناقب میں باب مناقب علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے تحت حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت زید بن ارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے

مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ
بِغَدِيرِ خَمٍّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي
أُولَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟ قَالُوا بَلَى قَالَ
أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أُولَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ؟
قَالُوا بَلَى قَالَ اللَّهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ
اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهُ عُمَرُ
بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ هَنِيئًا يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ
أَصْبَحْتَ وَأُمْسَيْتَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ

رسول کریم ﷺ نے جب غدیر خم میں پڑاؤ کیا تو آپ
ﷺ نے (صحابہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو جمع کیا اور پھر)
حضرت علی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا
(اے میرے اصحاب!) کیا تم جانتے ہو کہ اہل ایمان کے
نزدیک میں ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں؟ سب نے
عرض کیا جی ہاں، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم
جانتے ہی ہو کہ میں ایک ایک مؤمن کے نزدیک اس کی
جان سے زیادہ عزیز و محبوب ہوں! صحابہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے
عرض کیا: جی ہاں تب آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ!
جس شخص کا میں دوست ہوں علی اس کا دوست ہے، الہی تو

اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور تو اس شخص کو اپنا دشمن قرار دے جو علی سے دشمنی رکھے اس واقعہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے تو ان سے کہا کہ اے ابن ابی طالب تمہیں مبارک ہو تم تو صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی (یعنی ہر آن وہ لمحہ) ہر مسلمان مرد و عورت کے دوست و محبوب ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث نمبر 6094، ص 1723)

بچوں کا حج

پھر آپ ﷺ وہاں سے چلے اور روحاء (جگہ کا نام) پہنچے تو سواروں کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی، چنانچہ سنن نسائی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

صَدَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ بِالرُّوحَاءِ لَقِيَ قَوْمًا فَقَالَ مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا الْمُسْلِمُونَ قَالُوا مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ فَأَخْرَجَتْ امْرَأَةٌ صَبِيًّا مِنَ الْمِحْفَةِ فَقَالَتْ: أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ نَعَمْ وَلَكَ أَجْرٌ

رسول اللہ ﷺ چلے جب روحاء پہنچے تو کچھ لوگوں سے ملے تو آپ ﷺ نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم مسلمان ہیں، پھر ان لوگوں نے پوچھا: آپ کون

ہیں؟ لوگوں نے بتایا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، یہ سن کر ایک عورت نے کجاوے سے ایک بچے کو نکالا، اور پوچھنے لگی: کیا اس کے لیے حج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور ثواب تمہیں ملے گا۔

(سنن نسائی باب الحج بالصغیر، حدیث نمبر 2644، ص 644)

مدینہ منورہ آمد

واپسی کے سفر میں آپ ﷺ نے ایک رات بطحاء ذی الحلیفہ میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں رات بسر کی، اور مدینہ منورہ میں دن کے وقت معرس کے راستے سے داخل ہوئے، جب آپ ﷺ کے سامنے جبل احد نمودار ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

(صحیح بخاری باب ما ذکر النبی ﷺ، حدیث نمبر 6902، ص 2672)

آپ ﷺ جبل احد کو دیکھ کر اکثر یہ فرمایا کرتے تھے جیسا کہ مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے، اور آپ ﷺ کی یہ بھی عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ ﷺ سفر سے واپس مدینہ منورہ تشریف لارہے ہوتے اور مدینہ منورہ کے آثار نظر آنے شروع ہوتے تو آپ ﷺ اپنی سواری کی رفتار کو تیز کر دیا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ یہ کلمات کہتے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آتِبُونَ تَائِبُونَ

عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ
وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَخَذَهُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک
نہیں، ملک اسی کا ہے اور حمد اسی کے لیے ہے وہ ہر چیز پر
قادر ہے، ہم واپس ہو رہے ہیں، توبہ کرتے ہوئے عبادت
کرتے ہوئے اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور
اس کی حمد کرتے ہوئے، اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، اپنے
بندے کی مدد کی اور سارے لشکر کو تنہا شکست دے دی۔

بخاری شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ
مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يَكْتَبِرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ
مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ

رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ یا حج و عمرہ سے واپس
ہوتے تو جب بھی کسی بلند جگہ کا چڑھاؤ ہوتا تو تین مرتبہ
اللہ اکبر کہتے

اور پھر مذکورہ بالا کلمات کہا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری باب ما یقول اذا رجع، حدیث نمبر 1703، ص 637)

مدینہ منورہ واپسی کے بعد آپ ﷺ تقریباً دو ماہ اس دنیا میں تشریف فرما رہے پھر
رفیق اعلیٰ سے جا ملے، اور حضرت ابوبکر خلیفہ اول ہوئے، حضرت ابوبکر

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پہلے سال حضرت عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو امیر الحج بنا کر بھیجا اور خود تشریف نہ لے جاسکے، دوسرے سال خود امیر الحج بن کر حج کے لئے تشریف لے گئے، اور پھر وہ بھی دنیا سے رخصت ہوئے، ان کے بعد حضرت عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ خلیفہ ثانی ہوئے اور اپنی خلافت کے پہلے سال حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو امیر الحج بنا کر حج کے لئے روانہ فرمایا، اس کے بعد دس سالوں تک حضرت عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ خود امیر الحج بن کر حج کے لئے تشریف لے جاتے رہے اور اپنی حیات طیبہ کے آخری سال اس وقت موجود تمام ازواج مطہرات رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ساتھ حج کروایا، حضرت عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بعد حضرت عثمان رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ خلیفہ ثالث ہوئے، تو پہلے سال حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ امیر الحج بنا کر حج کے لئے روانہ فرمایا اس کے بعد محصور کر دیئے گئے اور حضرت ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو امیر الحج بنا کر حج کے لئے روانہ فرمایا، حضرت عثمان رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کے بعد حضرت علی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ خلیفہ رابع ہوئے، حضرت علی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ خلافت سے قبل بکثرت حج فرمایا کرتے تھے، لیکن خلافت کے زمانے میں حج کرنے کی نوبت نہ آسکی۔

خطبات حجۃ الوداع

حبیب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مختلف مواقع و مقامات پر کئی خطبات ارشاد فرمائے، متعدد روایات میں ان خطبات کو ذکر کیا گیا ہے، بعض روایات ایسی ہیں جن میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ یہ خطبہ آپ ﷺ نے فلاں موقع پر فلاں مقام پر ارشاد فرمایا اور بعض روایات ایسی بھی ہیں جن میں اس بات کی صراحت موجود نہیں، البتہ ان تمام روایات میں موجود خطبات چونکہ حجۃ الوداع کے سفر کے دوران دیئے گئے اس لئے ان تمام خطبات کو خطبات حجۃ الوداع کے نام سے ہی موسوم کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان خطبات پر مشتمل روایات کو جمع کیا جا رہا ہے اس امید اور دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور جملہ قارئین کو ان خطبات سے فیض یاب فرمائے اور ان خطبات میں موجود قیمتی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

ان روایات میں سب سے پہلے صحاح ستہ کی روایات کو بیان کیا جائے گا اس کے بعد احادیث مبارکہ کی مختلف کتابوں میں موجود ان روایات کو ذکر کیا جائے گا جن تک بندہ کی رسائی ہو سکی۔

① بخاری شریف میں حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

اسْتَنْصِتِ النَّاسَ

لوگوں کو خاموش کرواؤ۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

(صحیح بخاری باب حجة الوداع حديث نمبر 4143 ص 1599)

بخاری شریف میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الزَّمَانُ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَةِ يَوْمٍ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مَتَوَالِيَاتٌ

ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمِ وَرَجَبٌ مُضَرٌ الَّذِي

بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ

أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بغيرِ اسْمِهِ، قَالَ

أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ؟ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ قُلْنَا: اللَّهُ

وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بغيرِ

اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلَدَةُ؟ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قُلْنَا

اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بغيرِ

اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ

وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَغْرَاضُكُمْ

عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي

شَهْرِكُمْ هَذَا وَاسْتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَسَيَسْأَلُكُمْ عَنْ

أَعْمَالِكُمْ أَلَّا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضَلَالًا يَضْرِبُ
بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَّا لِيَبْلُغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ
بَعْضٌ مَّنْ يَبْلُغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِّنْ بَعْضٍ مَّنْ سَمِعَهُ
فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ يَقُولُ صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَّا هَلْ بَلَغْتُ مَرَّتَيْنِ؟

زمانہ اپنی اصل حالت پر گھوم کر آ گیا ہے۔ اس دن کی طرح جب
اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا۔ دیکھو! سال کے بارہ مہینے
ہوتے ہیں۔ چار ان میں سے حرمت والے مہینے ہیں۔ تین لگا تار
ہیں، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم (اور چوتھا) رجب مضر جو جمادی
الاولیٰ اور شعبان کے بیچ میں پڑتا ہے۔ (پھر آپ ﷺ نے
دریافت فرمایا) یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس
کے رسول کو بہتر علم ہے۔ اس پر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ ہم
نے سمجھا شاید آپ ﷺ مشہور نام کے سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں
گے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے
عرض کیا کہ کیوں نہیں۔ پھر دریافت فرمایا اور یہ شہر کون سا ہے؟ ہم
نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ بہتر علم ہے۔ پھر آپ
ﷺ خاموش ہو گئے، ہم سمجھے شاید اس کا کوئی اور نام آپ
ﷺ رکھیں گے، (جو مشہور نام کے علاوہ ہوگا)، آپ ﷺ نے
فرمایا: کیا یہ مکہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں (یہ مکہ ہی ہے)

پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اور یہ دن کون سا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ بہتر علم ہے، پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور ہم سمجھے شاید اس کا آپ ﷺ اس کے مشہور نام کے سوا کوئی اور نام رکھیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ کیوں نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس تمہارا خون اور تمہارا مال۔ محمد (راوی) نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا، اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے میں اور تم بہت جلد اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ ہاں، پس میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ ہاں اور جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں، ہو سکتا ہے کہ جسے وہ پہنچائیں ان میں سے کوئی ایسا بھی ہو جو یہاں بعض سننے والوں سے زیادہ اس (حدیث) کو یاد رکھ سکتا ہو۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ جب اس حدیث کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ محمد ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا میں نے پہنچا دیا آپ ﷺ نے دومرتبہ یہ جملہ فرمایا۔

(صحیح بخاری باب حجة الوداع حدیث نمبر 4144 ص 1599)

ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی مضمون

مروی ہے اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ
إِنْهَا لَوْ صَيَّئَتْهُ إِلَى أُمَّتِهِ فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَزَجِعُوا
بِعَدِي كَفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس ذات کی
قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
یہ وصیت اپنی تمام امت کے لیے ہے، لہذا حاضر (اور جانے
والے) غائب (اور ناواقف لوگوں کو اللہ کا پیغام) پہنچادیں۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر
کافر نہ بن جانا۔

(صحیح بخاری باب الخطبة أيام منى حديث نمبر 1652 ص 619)

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ
فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوُدَاعِ وَالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَ أَظْهَرِنَا وَلَا نَذَرِي مَا حَجَّةُ الْوُدَاعِ فَحَمِدَ اللَّهُ
وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ فَأُطْنَبَ فِي ذِكْرِهِ
وَقَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أُنْذَرَ أُمَّتُهُ أُنْذَرَهُ نُوحٌ
وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ
مِنْ شَأْنِهِ فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلَى مَا

يَخْفَى عَلَيْكُمْ ثَلَاثًا إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّهُ أَعْوَرَ
عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ أَلَا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ
دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بِلَدِكُمْ هَذَا
فِي شَهْرِكُمْ هَذَا أَلَا هَلْ بَلَغْتُ؟ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ
اشْهَدْ ثَلَاثًا وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ انْظُرُوا لَا تَزْجِعُوا بَعْدِي
كَفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

کہ ہم (حجۃ الوداع) کہا کرتے تھے، جبکہ نبی کریم ﷺ موجود
تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ حجۃ الوداع کا مفہوم کیا ہے۔ پھر نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد اور اس کی ثناء بیان کی پھر مسیح دجال کا ذکر
تفصیل کے ساتھ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے جتنے بھی
انبیاء بھیجے ہیں، سب نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے۔ نوح
علیہ السلام نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور دوسرے بعد میں
آنے والے انبیاء نے بھی اور وہ تم ہی میں سے نکلے گا، پس یاد رکھنا
کہ تم کو اس کے جھوٹے ہونے کی اور کوئی دلیل نہ معلوم ہو تو یہی دلیل
کافی ہے کہ وہ مردود کا نا ہوگا اور تمہارا رب کا نا نہیں ہے اس کی آنکھ
ایسی معلوم ہوگی جیسے انگور کا دانہ!۔ خوب سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر
تمہارے آپس کے خون اور اموال اسی طرح حرام کئے ہیں جیسے اس
دن کی حرمت اس شہر اور اس مہینے میں ہے۔ ہاں بولو! کیا میں نے
پہنچا دیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ نے پہنچا دیا۔ فرمایا:

اے اللہ! تو گواہ رہنا، تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ جملہ دہرایا۔
افسوس! (آپ ﷺ نے ویلکم فرمایا، یا ویحکم، راوی کو
شک ہے) دیکھو، میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی
گردن مارنے لگ جاؤ۔

(صحیح بخاری باب حجة الوداع حدیث نمبر 4141 ص 1598)

⑤ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ:
وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ التَّحْرِ بَيْنَ
الْجَمْرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي حَجَّ بِهَذَا وَقَالَ هَذَا يَوْمُ
الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
اللَّهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوا هَذِهِ حَجَّةُ الْوَدَاعِ
رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں دسویں تاریخ کو جمرات کے
درمیان کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا تھا کہ دیکھو! یہ حج اکبر کا دن
ہے، پھر نبی کریم ﷺ یہ فرمانے لگے کہ اے اللہ! گواہ رہنا، نبی
کریم ﷺ نے اس موقع پر چونکہ لوگوں کو رخصت کیا تھا۔ (آپ
سمجھ گئے کہ وفات کا زمانہ آن پہنچا) جب سے لوگ اس حج کو حجۃ
الوداع کہنے لگے۔

(صحیح بخاری باب الخطبة ایام منی حدیث نمبر 1655 ص 620)

⑥ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل روایت میں حضرت جابر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ عرفات پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نمبر

میں لگا ہوا تھا آپ ﷺ نے وہاں پڑاؤ ڈالا یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا، تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر وادی کے درمیان میں آئے اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُزْمَةِ يَوْمِكُمْ
هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ
الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٍ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ
مَوْضُوعَةٌ وَإِنْ أَوَّلَ دَمٍ أَضْعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَيْعَةَ بْنِ
الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلْتَهُ هَذَا لُ
وَرَبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رَبًّا أَضْعُ رَبًّا نَارِبَا عَبَّاسِ
بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ
فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ
بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئَنَّ فُرْشَكُمْ أَحَدًا
تَكَرَّهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ
مُبْرَحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ
وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنْ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ
كِتَابَ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تَسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟ قَالُوا
نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِإِضْبَعِهِ
السَّبَابَةَ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُشُهَا إِلَى النَّاسِ
اللَّهُمَّ اشْهَدْ اللَّهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے یہ دن، اس مہینے میں، اس شہر میں (توجہ سے سن لو) خبردار جاہلیت کی تمام باتیں میرے دونوں قدموں کے نیچے رکھی ہوئی ہیں (یعنی دفن کردی گئیں) اور جاہلیت کے خون بھی اور سب سے پہلا خون جس کو میں ختم کرتا ہوں اور باطل قرار دیتا ہوں (یعنی اب اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا) وہ میرے خاندان میں ربیعہ بن حارث کے بیٹے (ایاس) کا خون ہے، یہ بچہ قبیلہ بنی سعد میں دودھ پی رہا تھا، قبیلہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ (دونوں قبیلوں میں لڑائی ہو رہی تھی لڑائی کے دوران ایک پتھر اس بچہ کو لگا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی تھی)۔

اور جاہلیت کا سود بھی باطل اور کالعدم ہے سب سے پہلا سود جو میں ختم کرتا ہوں وہ ہمارے خاندان کا، ہمارے چچا عباس کا سود ہے، وہ سارا کا سارا معاف ہے (یعنی اب صرف اصل رقم لی جائے گی سود نہیں لیا جائے گا)۔

اور تم عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو (ان پر زیادتی نہ کرو) تم نے انہیں اللہ کی امان سے لیا ہے اور ان کی شرم گاہوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم (یعنی نکاح) سے حلال بنایا ہے، تمہارا حق ان کے ذمہ یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر ایسے شخص کو نہ آنے دیں، جن کو تم ناپسند کرتے ہو (یعنی کسی ایسے شخص کو گھر میں نہ آنے دیں، جن کے آنے

کو تم پسند نہیں کرتے) اور اگر وہ ایسا کریں تو تم ان کو ہلکی مار مارو، ایسی مار جو سخت نہ ہو (جس سے جسم پر نشان نہ پڑے) اور تمہارے ذمہ ان کا حق یہ ہے کہ انہیں روزی اور لباس عرف و رواج کے مطابق دو میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تم سے میرے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا (کہ میں نے دین تم تک پہنچا دیا تھا یا نہیں) تو تم کیا کہو گے؟ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے دین (ہم تک) پہنچا دیا اور (ہماری) خیر خواہی کی، تو آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی سے اس طرح اشارہ فرمایا کہ انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکایا اور فرمایا: یا اللہ تو گواہ ہو جا یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی۔

(صحیح مسلم باب حجة النبی ﷺ حدیث نمبر 1218 ص 484)

مسلم شریف میں ام حصین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں:

حَجَّجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوُدَّاعِ فَرَأَيْتُهُ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَانْصَرَفَ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَأَسَامَةُ أَحَدُهُمَا يَقُوذُ بِهِ رَاحِلَتَهُ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّمْسِ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

④

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا كَثِيرًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ أَمْرَ
عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ حَسِبْتُهَا قَالَتْ: أَسْوَدُ يَقُودُكُمْ
بِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر حج کیا،
میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جمرہ عقبہ کو نکر مارے اور لوٹے اور
آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا
بلال رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اور سیدنا اسامہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ تھے ان میں سے
ایک تو آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر کھینچتا تھا اور دوسرا اپنا کپڑا
دھوپ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر پکڑے ہوئے
تھا، ام حصین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں: کہ آپ ﷺ نے بہت سی
باتیں فرمائیں، پھر میں نے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ
اگر تمہارے اوپر ایک غلام کن کٹا حاکم بنایا جائے (راوی فرماتے
ہیں کہ میرے خیال سے انہوں نے یہ بھی کہا کہ) کالا غلام ہو اور وہ
تمہیں کتاب اللہ کے مطابق حکم دے تو اس کی بھی بات سنو اور اس کا
کہنا مانو۔

(صحیح مسلم باب استحباب رمی جمرۃ العقبة الخ، حدیث نمبر 1298، ص 512)

اسی رمی کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكُكُمْ فَإِنِّي لَا أَذْرِي لَعَلِّي لَا أُحْجُّ
بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ

مجھ سے اپنے حج کے مناسک سیکھ لو اس لیے کہ میں نہیں جانتا کہ شاید
میں اپنے اس حج کے بعد حج نہ کروں

(صحیح مسلم باب استحباب رمی جمرۃ العقبة الخ، حدیث نمبر 1297، ص 512)

۹ ترمذی شریف میں ابو امامہ باہلی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُ سے روایت ہے، وہ فرماتے
ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے
سنا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى لِكُلِّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِرِثٍ
الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ
وَمَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ
لَعْنَةُ اللَّهِ التَّابِعَةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا تَنْفَقِ امْرَأَةٌ مِنْ بَيْتٍ
زَوْجَهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الطَّعَامَ
قَالَ ذَلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا ثُمَّ قَالَ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ
مَزْدُودَةٌ وَالذَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ

اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، لہذا کسی وارث
کے لیے وصیت جائز نہیں، لڑکا (ولد الزنا) بستر والے کی طرف
منسوب ہوگا (نہ کہ زانی کی طرف)، اور زانی رحم کا مستحق ہے اور ان
کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی
دوسری طرف نسبت کی یا اپنے موالی کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے
آپ کو منسوب کیا اس پر قیامت کے دن تک جاری رہنے والی لعنت

ہو، کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے، عرض کیا گیا اللہ کے رسول! کھانا بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہمارے مالوں میں سب سے بہتر ہے (یعنی اس کی زیادہ حفاظت ہونی چاہئے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا استعمال کے لئے لی گئی چیز واپس لوٹائی جائے گی، منہ (یعنی دودھ سے نفع اٹھانے کے لئے لیا جانے والا جانور) واپس کی جائے گی، قرض ادا کیا جائے گا، اور ضامن ذمہ دار ہے۔

(سنن الترمذی باب ماجاء لا وصیة لوارث، حدیث نمبر 2120، ص 351)

❶ ترمذی شریف کی روایت میں حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن دیکھا، آپ ﷺ اپنی اوٹنی قصواء پر سوار ہو کر خطبہ دے رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنِ اخَذْتُمْ بِهِ

لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللَّهِ وَعَشْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي

اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب ہے دوسرے میری عنترت یعنی اہل بیت ہیں۔

(سنن الترمذی باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ، حدیث نمبر 6786، ص 589)

بعض روایات میں کتاب اللہ کے ساتھ حدیث رسول ﷺ کا بھی ذکر آیا ہے۔

۱۱ ترمذی شریف میں حضرت حبشی بن جنادہ سلولی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے ہوئے سنا اس حال میں کہ آپ ﷺ عرفہ میں کھڑے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ لِعَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ إِلَّا لِدِي
فَقَرٍ مَذْقِعٍ أَوْ غَزَمٍ مَفْطَعٍ وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُشْرِيَ بِهِ مَالَهُ
كَانَ خُمُوشًا فِي وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرَضْفًا يَأْكُلُهُ مِنْ
جَهَنَّمَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقِلَّ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ

کسی مالدار کے لیے مانگنا جائز نہیں نہ کسی ہٹے کٹے صحیح سالم آدمی کے لیے سوائے جان لیوا فقر والے کے اور کسی بھاری تاوان میں دبے شخص کے اور جو لوگوں سے اس لیے مانگے کہ اس کے ذریعہ سے اپنا مال بڑھائے تو یہ مال قیامت کے دن اس کے چہرے پر زخم ہوگا اور وہ جہنم کا ایک گرم پتھر ہوگا جسے وہ کھا رہا ہوگا، تو جو چاہے اسے کم کر لے اور جو چاہے زیادہ کر لے۔

(سنن الترمذی باب ما جاء من لا تحل له الصدقة، حدیث نمبر 653، ص 127)

۱۲ حضرت ابوامامہ باہلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر یہ فرماتے ہوئے سنا:

اتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ
وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا
جَنَّةَ رَبِّكُمْ

”تم اپنے رب اللہ سے ڈرو، پانچ وقت کی نماز پڑھو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکاۃ ادا کرو، اور امیر کی اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(سنن الترمذی باب ما ذکر فی فضل الصلوۃ باب منہ، حدیث نمبر 616، ص 121)

۱۳۰ ابن ماجہ شریف میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں مسجد خیف میں کھڑے ہوئے اور فرمایا:

نَضَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَغَهَا فَرَبَّ حَامِلٍ فَقِهِ غَيْرُ
فَقِيهِ وَرَبَّ حَامِلٍ فَقِهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ
عَلَيْهِنَّ قَلْبٌ مُؤْمِنٍ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ، وَالنَّصِيحَةُ
لِوَلَاةِ الْمُسْلِمِينَ وَلَزُومُ جَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ
تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ

اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو میری بات سنے اور اسے لوگوں کو پہنچائے کیونکہ بہت سے فقہ کی بات سننے والے خود فقیہ نہیں ہوتے اور بعض ایسے ہیں جو فقہ کی بات سن کر ایسے لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہوتے ہیں، تین باتیں ایسی ہیں جن میں کسی مومن کا دل خیانت نہیں کرتا، ایک اللہ کے لیے عمل خالص کرنے میں، دوسرے مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی کرنے میں، اور تیسرے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ملے رہنے میں،

اس لیے کہ ان کی دعا انہیں چاروں طرف سے گھیرے رہتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ باب الخطبة يوم النحر، حدیث نمبر 3056، ص 331)

۱۴ ابن ماجہ شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے:

أَلَا وَإِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَأُكَاثِرُ بِكُمْ الْأَمَمَ
فَلَا تَسْوِدُوا وَجْهِي أَلَا وَإِنِّي مُسْتَنْقِذُ أَنْاسًا وَمُسْتَنْقِذُ
مَنِّي أَنْاسٌ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصِيحِبِي فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا تَذَرِي
مَا أَحَدْتُوَا بَعْدَكَ

سنو! میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا، اور تمہاری کثرت کے سبب
دوسری امتوں پر فخر کروں گا، تو تم مجھے روسیاء مت کرنا، سنو! کچھ
لوگوں کو میں (عذاب کے فرشتوں یا جہنم سے) نجات دلاؤں گا، اور
کچھ لوگ مجھ سے چھڑائے جائیں گے (فرشتے مجھ سے چھین کر انہیں
جہنم میں لے جائیں گے)، میں کہوں گا یا رب! یہ میرے ساتھی ہیں
وہ فرمائے گا: آپ نہیں جانتے جو انہوں نے آپ کے بعد بدعتیں
ایجاد کی ہیں۔

(سنن ابن ماجہ باب الخطبة يوم النحر، حدیث نمبر 3057، ص 331)

۱۵ آپ ﷺ نے وسط ایام تشریق میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَسَسَ أَنْ يَعْْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ وَلَكِنَّهُ فِي

التَّحْرِيشِ بَيْنَكُمْ

شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی عبادت کریں گے، لیکن وہ ان کے درمیان جھگڑا کروانے کی کوشش میں رہتا ہے۔

(مجمع الزوائد باب الخطب فی الحج، حدیث نمبر 5621، ص 585، ج 3)

ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

۱۲

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ آبَاءَكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ وَلَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ إِلَّا بِالتَّقْوَىٰ بلاشبہ تم سب کا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (حضرت آدم علیہ السلام) ایک ہے، یاد رکھو....! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں ہے، اسی طرح کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں ہے مگر صرف تقویٰ سے۔

(مجمع الزوائد باب الخطب فی الحج، حدیث نمبر 5622، ص 586، ج 3)

حجۃ الوداع کے موقع پر ہی آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

۱۳

سَأُخْبِرُكُمْ مِنَ الْمُسْلِمِ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُؤْمِنِ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَالْمُهَاجِرِ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ وَالْمُجَاهِدِ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى

میں تمہیں بتا دوں گا کہ مسلمان کون ہے؟ مسلمان وہ ہے جس کے

ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ سلامت رہیں، اور مؤمن وہ ہے جس سے لوگوں کے اموال اور جانیں امن میں رہیں، اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور خطاؤں کو چھوڑ دے اور مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے

(مجمع الزوائد باب الخطب فی الحج، حدیث نمبر 5625، ص 589، ج 3)

۱۸ ابو مالک اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حجة الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُ عَلَى الْمُؤْمِنٍ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ هَذَا الْيَوْمِ
لَحْمُهُ عَلَيْهِ حَرَامٌ أَنْ يَأْكُلَهُ بِالْغَيْبَةِ يَغْتَابُهُ وَعِزُّهُ عَلَيْهِ
حَرَامٌ أَنْ يَخْرِقَهُ وَوَجْهُهُ عَلَيْهِ حَرَامٌ أَنْ يَلْطِمَهُ وَدَمُهُ عَلَيْهِ
حَرَامٌ أَنْ يَسْفِكَهُ وَمَالُهُ عَلَيْهِ حَرَامٌ أَنْ يَظْلِمَهُ وَأَذَاهُ عَلَيْهِ
حَرَامٌ أَنْ يَذْفَعَهُ دَفْعًا

مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے اس طرح حرمت والا ہے جس طرح آج کا یہ دن حرمت والا ہے۔ اس کا گوشت اس پر حرام ہے، جو وہ اس کی غیبت کر کے کھاتا ہے، اس کی عزت اس پر حرام ہے کہ وہ اسے تارتا کرے، اور اس کا چہرہ اس کے اوپر حرام ہے کہ اس پر تھپڑ مارے، اور اس کا خون اس پر حرام ہے کہ وہ اسے بہائے، اور اس کا مال اس پر حرام ہے کہ وہ ظلماً اسے کھائے، اور اس کو اذیت دینا حرام

ہے اور دھکے دے کر دفع دور کرنا بھی حرام ہے

(مجمع الزوائد باب الخطب فی الحج، حدیث نمبر 5627، ص 589، ج 3)

۱۹ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا:

أَلَا كُلُّ نَبِيٍّ قَدْ مَضَتْ دَعْوَتُهُ إِلَّا دَعْوَتِي فَإِنِّي قَدْ
ادْخَرْتُهَا عِنْدَ رَبِّي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ
مُكَاثِرُونَ فَلَا تُخْزُونِي فَإِنِّي جَالِسٌ لَكُمْ عَلَى بَابِ
الْحَوْضِ

”خبردار! ہر نبی اپنی دعا پوری کروا چکے لیکن میں نے اپنے رب کے پاس اپنی دعا قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ کر رکھی ہے، پس بے شک انبیاء اپنی اپنی امت کی کثرت دیکھ رہے ہوں گے، سو تم مجھے خفت میں نہ ڈالنا، میں تمہارے لئے حوض کوثر کے دروازے پر بیٹھا ہوا ہوں گا۔

(مجمع الزوائد باب الخطب فی الحج، حدیث نمبر 5636، ص 593، ج 3)

خاتمہ اور دعا

ایک عرصہ سے میری آرزو تھی کہ آپ ﷺ کے سفر حج کو عام فہم اور آسان الفاظ میں بیان کیا جائے تاکہ دوران حج حجاج کرام کے سامنے ہر ہر موقع پر آپ ﷺ کا حج ہو اور وہ ان تمام سنتوں اور آداب کا خیال رکھیں جو آپ ﷺ نے دوران حج اختیار فرمائیں، بے شک یہ کام اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد کے بغیر ممکن نہیں تھا، الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے توفیق عطا فرمائی اور اس رسالے کی تیاری کا آغاز ہوا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے میرے والدین، اساتذہ کرام اور میرے گھر والوں اور دیگر معاونین کو کہ ان سب کی حوصلہ افزائی اور معاونت سے الحمد للہ آج یہ رسالہ مکمل ہوا، آپ حضرات سے گزارش ہے کہ ہم سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور خصوصاً دوران حج اس رسالے کا مطالعہ فرمائیں، دوران مطالعہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اس کی ضرور اطلاع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے، یہ آپ کا مجھ پر احسان ہوگا۔ جَزَاكُمُ اللَّهُ خَيْرًا۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِي ثَنَاءً

عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَنْشَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ

وَأَمَّتِهِ أَجْمَعِينَ آمِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

فقط والسلام

سعد عبدالرزاق

۴ جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۱ فروری ۲۰۱۸

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

مراجع ومصادر

- ١ القرآن الكريم.
- ٢ الصحيح للبخاري لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري رحمه الله مطبوعه دار ابن كثير بيروت.
- ٣ الصحيح لمسلم أبو الحسين مسلم بن الحجاج النيسابوري مطبوعه بيت الافكار الدولية.
- ٤ السنن لأبي داود أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني مطبوعه بيت الافكار الدولية.
- ٥ السنن للنسائي أحمد بن شعيب بن علي بن سنان النسائي رحمه الله مطبوعه دار الفكر بيروت.
- ٦ السنن للترمذي أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي رحمه الله مطبوعه بيت الافكار الدولية.
- ٧ السنن لابن ماجه أبو عبدالله محمد بن يزيد ابن ماجة رحمه الله مطبوعه بيت الافكار الدولية.
- ٨ شرح معاني الآثار للإمام الطحاوي رحمه الله مطبوعه عالم الكتب
- ٩ المستدرک للحاكم أبو عبدالله محمد بن عبد الله الحاكم مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت
- ١٠ بغية الرائد في تحقيق مجمع الزوائد ومنبع الفوائد مطبوعه دار الفكر
- ١١ مسند الإمام أحمد للإمام أحمد بن حنبل رحمه الله مطبوعه مؤسسة الرسالة
- ١٢ مشكاة المصابيح محمد بن عبدالله الخطيب التبريزي مطبوعه المكتب الاسلامي
- ١٣ فتح الباري للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني رحمه الله مطبوعه دارالمعرفة بيروت
- ١٤ سيرة ابن هشام لابن هشام رحمه الله مطبوعه تراث الاسلام
- ١٥ شرح الزرقاني على البواهر اللدنية للعلامة القسطلاني رحمه الله مطبوعه دار الكتب العلمية
- ١٦ البداية والنهاية للحافظ ابن كثير رحمه الله مطبوعه هجر للطباعة والنشر
- ١٧ حجة الوداع وعمرات النبي صلى الله عليه وسلم للشيخ زكريا الكاندهلوي رحمه الله مطبوعه معهد التحليل الاسلامي
- ١٨ معجم البلدان للإمام شهاب الدين أبي عبدالله ياقوت بن عبدالله رحمه الله مطبوعه دار صادر

